رجسٹرڈ نمبر اے ۷۶۲

۷۸۶

قال اللہ تعالیٰ

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظة مخافة السآمة علینا (رواہ الشیخان)

امتثالاً للآیہ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادت در علوم واِمداد و للحدیث کہ دال ست بر مندوبیت تحیّنے از فصل در ارشاد صحیفہ شہریہ ملقبہ بہ

الامداد

مشتمل بر شعب علمیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ ودائرہ

یعنی امداد الفتاویٰ فی الفقہ والعقائد وحوادث الفتاویٰ فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدہ تربیۃ السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک والرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و ملفوظات خبرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ والعقلیۃ کہ کل آن از افادات سلسلہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہٗ است بلکہ جل آن از افاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ ست کہ لقب صحیفہ مشیر ست بہ تبرک بنام نامیش نیز خاصہا الاشتمال از تحقیقات دائرہ دیگر اہل فضل ست

جلد (۳)	بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۶ ہجری	عدد (۸)

باہتمام و ادارۃ الاحقر رفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمودن گرفت

۳۵

این صحیفہ کا مدشِ امداد نام		یافت زامداد المطابع انتظام

فہرست مضامین رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ

به برکت دعا حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے

شائع ہوتا ہے

ہمارے ناظرین

اگر ہر پرچہ کو شروع کرنے کے وقت اس سے پہلے پرچہ کا ایک صفحہ دیکھ لیا کریں تو انشاء اللہ

موجب مزید لطف کا ہو۔ (نائب مدیر)

یہ تو نہایت فرصت کی باتیں ہیں اس کا معیار یہ ہے کہ اگر یہی غلطی آپ سے مولانا مدظلہ کی شان میں ہو گئی ہوتی تو معذرت کے وقت ایسے جملوں کے لکھنے کی آپکی ہمت ہوتی بلکہ خط ہی لکھنے کی ہمت نہوتی پریشان ہو کر دوڑتے اور پانو پکڑتے سچ یہ ہے کہ یہ طرز بالکل بتلاتا ہے کہ آپکا قلب پریشان نہوا تھا تو بس یہ بھی ایک کمال کا دعوٰی ہے اور دعوی بھی غلط (اور اس غلط دعوی پر اللہ کو گواہ کیا گیا ہے) غلط ہونا اس سے ظاہر ہے کہ میرے خط کے بعد یہ اقرار کیوں نہ ہوا کیا اتنا مسئلہ شرعیہ آپ کو معلوم نہیں اول تو تنبیہ کی حاجت نہ تھی اور تنبیہ کے بعد تو تنبہ ضروری تھا پھر یہ قول و فعل میں تناقض نہیں تو کیا ہے تیسرا امر وضہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں آپ کے جو اقوال سنے گئے اور نیز آپ کی جو وضع و شان مستمر ہے وہ کبر سے خالی نہیں اس کا علاج کیجئے چوتھا امر یہ کہنے کا ہے کہ اب تو آپ کی سمجھ میں آیا ہوگا کہ ذکر و شغل اصلاح اخلاق کیلئے کافی نہیں پانچواں امر یہ کہنے کے قابل ہے کہ جن لوگوں کی تقریرات و تحریرات سے غلطی میں اپنا پڑنا تحریر فرمایا ہے اُن کے متعلق یہ درخواست ہے کہ اگر وہ لوگ مجھسے بیعت نہیں تب تو میں اُن کے نام دریافت نہیں کرتا کہ نہ اُن کی شکایت ہے نہ اُن کی اصلاح میرے سپرد ہے اور اگر وہ بیعت ہیں تو اُن کے نام ظاہر ہونے میں میری تو کوئی مصلحت نہیں لیکن اُن کی اصلاح کی مصلحت اس اظہار کو مقتضی ہے تاکہ اُن کو بھی بنظر اصلاح نہ بنظر الزام و جدال متنبہ کروں۔ اگر آپ خود دعوی محبت و تعلق خاص کا اب بھی نہ فرما دیں تو اس حالت میں آپ کو اس اظہار پر مجبور نہیں کرتا لیکن اگر یہ دعوٰی اب بھی باقی ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے اس درخواست کا قبول کرنا اور اپنی سوچی ہوئی مصلحت کو اس امتثال کے مقابلہ میں ہیچ سمجھنا اور انتفاء لازم سے ملزوم کا انتفاء ظاہر ہے والسلام۔

ایک طالب کا خط باستفسار بعض تحقیقات علمیہ آیا تھا اُس کا جواب یہ گیا

جواب مجکو یاد پڑتا ہے کہ آپ نے اس کے قبل اصلاح باطن کے متعلق مجھسے رجوع فرمایا تھا اگر میرا یاد صحیح ہے اور اب بھی آپ کا وہ ارادہ ہے تو اُس کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علوم غیر ضروریہ میں اُس سے (یعنی ایسے شخص سے کہ جس سے اصلاح باطن کے بارہ میں رجوع کر رکھا ہے جیسا

رجوع نہ کیا جاوے اور اگر وہ ارادہ نہیں رہا تو اس سوال کا مضائقہ نہیں دوبارہ بھیجدیجئے۔

(حال) نامۂ عالی شرف صدور لایا جو بات پہلے ذہن میں نہیں آئی تھی اس کے مطالعہ سے ذہن نشین ہوگئی گو میں نے پہلے بھی مخالفت نہیں کی تھی لیکن واقعی اُس طرح نہیں سمجھا تھا جیسا اب سمجھا بیشک یہ اصول ہمیشہ کیلئے ہمارے اچھے رہبر ہیں اب میں نے یہ قصد کرلیا ہے بلکہ شروع کردیا کہ بعد مغرب یا عشا یا خدا توفیق دیوے تو آخر شب میں پانسو مرتبہ نفی اثبات روزانہ جس طرح ممکن ہوگا کرلیا کرونگا اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرماوے چونکہ دماغ بہت ضعیف ہوگیا ہے اس لئے تعداد اسی قدر مقرر کی اور یہ بھی کہ نہ بالکل آہستہ اور نہ زیادہ جہر سے کہ کوئی دوسرا جاگ جاتے حتی الوسع خلوت میں اور ضرب ایک خفیف حرکت کے ساتھ اطلاعاً عرض ہے آیندہ جیسے ارشاد ہو۔

(تحقیق) مجھکو جس طرح اُس مضمون کے اب ذہن نشین ہو جانے سے مسرت ہوئی اسی طرح اسکے ساتھ ہی اس کا تاسف ہوا کہ یہ طلب کیسی ہے کہ ملقن کے کلام کو ایسی بے پروائی و بے توجہی و بیوقعتی سے دیکھا جاتا ہے کہ وہ باوجود صاف ہونیکے ذہن نشین نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں ملقن کا کیا دل بڑھیگا حضرت اس کا سبب اکثر یہ ہوتا ہے کہ طالب اپنے علم کو کافی سمجھے ہوئے ہوتا ہے اس لئے اسکے خلاف دوسری بات کی وقعت دل میں نہیں ہوتی اگر یہ ہے تو اس سے بڑھکر راہ خدا کا کوئی رہزن نہیں والسلام۔

(سوال) مجھ میں غصہ کی بہت زیادتی ہے جسکی وجہ سے میں خود بھی مجبور ہوں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ غصہ بالکل نکیا کروں مگر اُس وقت کچھ خیال نہیں رہتا ہے بعد کو میں خود اپنے دل میں شرمندہ ہوتا ہوں بعض مرتبہ تین چار روز تک دل میں ایک قسم کی گرانی اور بوجھ سا معلوم ہوتا ہے اور بعض مرتبہ میں اُس سے معافی مانگ لیتا ہوں تو کچھ بھی گرانی نہیں ہوتی مگر یہ نہیں معلوم کہ صاحب معاملہ دل سے خطا معاف کرتا ہے یا میرے لحاظ سے بعض مرتبہ لڑکوں پر غصہ آتا ہے اُن کو اُن کی خطا سے زیادہ سزا دیجاتی ہے جسکا بعد کو مجھکو خود افسوس ہوتا ہے کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے اُسکو اپنے روبرو سے علیحدہ کردے یا خود علیحدہ ہو جاوے اور پھر بھی غلطی ہو جاوے تو اُسکا یہی تدارک جو آنعزیز کا معمول ہے کافی ہے۔ اور اس کا شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا جاوے کیونکہ انسان اس سے

زیادہ کا مکلف نہیں کہ اپنی طرف سے دل سے راضی کرنے کی کوشش کرے اس سے آگے اختیار نہیں تو اُس کا مکلف بھی نہیں۔

(حال) فدوی نے شب چہار شنبہ و بتاریخ ۱۲ جمادی الاول کو خواب دیکھا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ شریف میں تشریف فرما ہیں اور حضرت حفصہ رضؓ اپنے بیش حجرہ ہو کے تشریف لیگئیں اور آپ کے کپڑے کی خوشبو فدوی کے ناک میں اسقدر پہونچی کہ جسکی حد نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعریف فرمائی اور آپ کے سب کپڑے استری دئے ہوئے تھے اور چند روز ہوئے فدوی کے ایک دوست نے فدوی کے بارہ میں ایک خواب دیکھا ہے جسکے لئے احقر کو گونہ تردد ہے وہ یہ ہے کہ فدوی کے ایک لڑکا سات سال کی عمر کا ہے اور اُس کو فدوی دفن کر رہا ہے اور فدوی نے حالیکہ تا ہنوز شادی بھی نہیں کی ۔ اور فدوی ایک جماعت میں نماز پڑھا رہا ہے مگر سجدہ اُسمیں بہت طوالت کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

(تحقیق) نہایت مبارک خواب ہے حضرت حفصہ رضؓ بیٹی ہیں حضرت فاروق رضؓ کی یہ اشارہ ہے ایسے شخص کی نسبت باطن کی طرف جسکو نسبی تعلق حضرت عمر فاروق رضؓ سے ہے اُس نسبت سے آپکو فیض ہوا ہے اور ہونے والا ہے اور نیز حضرت حفصہ رضؓ تابعہ خاص ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہ نسبت باطنی بھی مقتبس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لطافت اور لطافت جو اُن کے لباس میں دیکھی وہ لطافت و نظافت اُس لباس تقوی کی ہے جو اُس نسبت باطن کیلئے لازم ہے اور واللہ اعلم یہ حقیقت میں کون ہے مگر ظاہر اس احقر کا نسب بقول راجح باوجود اختلاف منتہی ہے حضرت فاروق رضؓ تک اور ممکن ہے کہ ظاہری نسب مراد نہو بلکہ اصلاح و سیاست کی شان مقصود ہو سو اس میں ان اقوال کا اختلاف قادح نہیں ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور دوسرے خواب کی تعبیر یہ سمجھ میں آتی ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ نے فرمایا ہے ؎

والنفس کالطفل ان تہملہ شب علی ۔ حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

پس مراد اس لڑکے سے نفس ہے اور حدیث میں ہے مروا صبیانکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین تو اس عمر میں درجہ میں وہ مامور ہو جاتا ہے پس یہ اشارہ ہے نفس کے مکلف ہونیکی صفت کی طرف اور اُس کا دفن کرنا اشارہ ہے اُس کے مغلوب اور اُس کے شرور کے مستور ہونے کی طرف

اور اکابر کے نزدیک یہ امر مقرر ہے کہ رذائل نفس کے بالکلیہ زائل نہیں ہوا کرتے صرف ضعیف و مضمحل ہو جاتے ہیں اور یہی بڑی غایت ہے مجاہدہ کی پس اس میں اشارہ ہے مجاہدہ کے مثمر و نافع ہونے کی طرف اور تیسرے خواب کی یہ تعبیر ہے کہ حدیث میں ہے کہ ان اقرب مایکون العبد اذا سجد او کما قال پس یہ اشارہ ہے ثمرۂ مقصود قرب حق کی طرف پس تینوں خوابوں کا مجموعہ بشارت ہے کامیابی کی اللہ تعالیٰ مبارک کرے مگر ان خوابوں کے بھروسے اپنے کام کو نہ چھوڑ دیا جاوے بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ جد و جہد کرنا چاہئے اور افلا اکون عبداً شکورا پیش نظر رہنا چاہئے۔

(سوال) اکثر لوگ تہجد میں ہر رکعت میں قل ھو اللہ مکرر سہ کرر پانچ پانچ یا تین تین دفعہ معمول کر لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں مجھ سے بعضوں نے پوچھا میں تو مکرر سہ کرر اور ہمیشہ معمول کر لینے کو منع کرتا تھا لیکن حضرت نے ایک ذاکر کو ان کے خواب کی بنا پر پانچ پانچ دفعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے حصۂ دوم تربیت السالک کے آخر میں یہ بات دیکھی ہے اس لئے شک پڑ گیا۔

(جواب) تکرار سورت خصوص نوافل میں جائز ہے مگر التزام نہ چاہئے اگر میں نے کسی کو مطلقاً اجازت دی ہو اب اس اجازت کو مقید کرتا ہوں۔

(حال) اس دورۂ درد شکم میں اشتیاق موت اکثر اوقات رہتا تھا اور موت سے محبت سی ہو گئی کچھ ہراس خاتمہ کی فکر سے ضرور ہو جاتا ہے مگر امید و رجا کا غلبہ ہو جاتا ہے اور موت سے محبت ہی دل میں غالب رہتی ہے۔

(تحقیق) مبارک حالت ہے مگر اس میں گاہے تلبیس ہو جاتی ہے وقد جربت۔

(سوال) خدائے تعالیٰ آپ کی برقی قوت کو کسی قدر اس طرف بھی لگائے رکھے جو اس ناکارہ کی دین و دنیا سنور جاوے واللہ میرا اس دنیا میں کوئی یار نہیں ہے ایک صرف آپ کے دم پر بےفکری ہے۔

(جواب) آپ کی محبت کی وجہ سے یہ شکایت ہے کہ آپ نے میری نسبت قوت برقیہ کا گمان کیا اور اس کو اپنی طرف لگنے کی دعا کی۔ آپ نے اچھی قدر کی ہم کو تو یہ ناز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کی برکت سے ان شعبدوں سے ہم کو محفوظ رکھا آپ نے ہمارے سارے ناز پر پانی ہی پھیر دیا اگر آپ کو محبت نہ ہوتی تو کچھ شکایت نہ تھی نیز قوت برقیہ کو دین کے سنورنے میں کیا دخل بلکہ دنیا بھی اکثر بگڑتے ہی دیکھی۔

(حال) حال یہ ہے کہ ذکر و تلاوت وغیرہ بدستور کیا کرتا ہوں معمول سے زیادہ ذکر کرنا چاہتا ہوں مگر بوجہ ضعف دماغ مجبور ہو جاتا ہوں اس وجہ سے ترقی نہیں کرتا وقت ذکر شب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب کے سر پر لفظ اللہ بخط جلی و نسخ تحریر ہے بعض وقت اُس کی رویت سے سرور ہوتا ہے معلوم نہیں کہ کیا وجہ ہے آیا خیال ہے یا کہ اثر ذکر ہے یا کوئی اور علت ہے امیدوار تاویل ہوں۔

(تحقیق) معلوم ہوتا ہے ضعف سے یبس بڑھ گیا ہے۔ وہ لفظ لکھا ہوا نظر آنا اسی یبس کا اثر ہے جلدی علاج کرنا چاہئے اور جہر اور ضرب بالکلیہ موقوف کردینا چاہئے بلکہ اگر طبیعت متحمل نہ ہو تو ذکر کی مقدار بھی کم کردینی چاہئے اور معمول سے زیادہ تو ہرگز نہ کیا جاوے ترطیب و تقویت دماغ کے بعد جو حالت ہو اُس سے پھر اطلاع دیں۔

(سوال) مناجات مقبول پڑھتا ہوں لیکن اُسکے پڑھنے کی اجازت حضور سے نہیں لی ہے لہذا اجازت پڑھنے کی معہ ترکیب عطا فرمائی جاوے۔

(جواب) اگر اس غرض سے اجازت لیجاتی ہے کہ بدون اجازت اثر نہ ہوگا تب تو یہ اعتقاد غلط ہے اور اگر اُس قاعدے طریقت کے موافق اجازت لیجاتی ہے کہ حالت کے مناسب نامناسب کو تلقین کرنے والا ہی بصیرت سے پہچان سکتا ہے تو اسکی تصریح معہ اپنے حالات و معمولات کے تحریر کیجئے جیسا مشورہ ہوگا عرض کیا جاویگا۔

(سوال) نشر الطیب میں جو درود شریف متعلق فصل ۳۷ خاتمہ پر لکھا ہے اُس کو ہر وقت پڑھتا ہوں اس کے پڑھنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی جاوے۔

(جواب) بشرح صدر۔

(سوال) حال یہ ہے کہ بعض بعض وقت نماز میں جب جی لگتا ہے کبھی رکوع دراز ہو جاتا ہے کبھی سجدہ اُس وقت عین سجدہ کے اندر ایک بدن میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور روح میں عجیب کشش پیدا ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ کہیں تنہا ہو کر بالکل الگ ہو جائیں آدمیوں سے طبیعت گھبراتی ہے اور اُس حرکت میں جو سرور اور حالات ہوتے ہیں میرے پاس کوئی لفظ نہیں ہے کہ اُس کا اظہار کروں سوا اسکے کہ یوں کہا جائے کہ ایک عجیب لذت اور فرحت اور طمانیت حاصل ہوتی ہے کہ جنکا انتہا نہیں مگر پھر جب تدریس اور آدمیوں کی صحبت میں پڑتا ہوں وہ حالت قایم نہیں رہتی بلکہ

نماز بھی جب تنہائی میں پڑھتا ہوں اُس وقت یہ حالت ہوتی ہے مجمع میں جماعت میں نہیں اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

(جواب) چونکہ مجمع میں طبعاً دوسروں کی طرف التفات ہوتا ہے اس لئے تنہائی کی سی یکسوئی نہیں رہتی اور اس لذت میں یکسوئی کو خاص دخل ہے مگر چونکہ یہ لذت مقصود نہیں اسلئے اس کیلئے کسی سنت مطلوبہ کو ترک نکیا جاویگا ہاں اگر حفظ سنن کے ساتھ جمع ہوجاوے محمود ہے۔

(حال) حضور کے فیض سے اب نماز میں بعض وقت خوب جی لگتا ہے اور بعض وقت یہی خیال نہیں رہتا کہ کے رکعت پڑھی اس وقت سجدہ سہو سے کام لینا پڑتا ہے اکثر نماز میں ذکر کی طرف مطلق خیال نہیں رہتا مذکور کی مشغولی سے کچھ خیال ہی نہیں رہتا۔ بلکہ رکعت کی یاد کے لئے تو ہر رکعت میں جبراً یہ خیال جمانا پڑتا ہے کہ کے رکعت ہوئی اور جہاں ذرا غفلت ہوئی بس معاملہ درہم برہم ہوگیا

(تحقیق) ایسا سہو مذموم نہیں کہ بسبب اس کا محو ہے۔

(سوال) اس سے قبل جب میں نجیب آباد میں تھا تو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کسی کے آنکھ میں جادو میرے بیان میں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) بالکل سچا خواب ہے اور مطلب ظاہر ہے وہ یہ کہ اس سلسلہ مطہرہ میں تعلیم کا طریق لسان سے ہے جو بوجہ ناشی عن القلب ہونیکے مؤثر اور باقی التاثیر ہے انبیا علیہم السلام کا بعینہ یہی طریق تھا قل لھم فی انفسھم قولا بلیغا کا حاصل یہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں تصرف وہمت سے کام نہیں لیا جاتا گو ادنی توجہ میں کیا جاسکتا ہے کہ یہ طریق باوجود متعارف فی اہل التصوف ہونے کے منقول عن صاحب السنہ نہ ہونے کی وجہ سے مرجوح اور مفضول ہے۔ نیز اس میں اور بھی بہت سی غوائل خفیہ ہیں پس آنکھ کے جادو سے یہی تصرف مراد ہے اس علاقہ سے کہ اسمیں کبھی آنکھ سے بھی کام لیا جاتا ہے اور بیان کے جادو سے مراد وہ تعلیم مسنون کی تاثیر ہے پس مولانا کا مشرب اس مصرعہ سے ظاہر کرنا منظور تھا عجب نہیں ہے کہ آپ کو اسلئے دکھلایا گیا ہو کہ آپ کو اس طریقہ غیر منقول کی کبھی تمنا ہوئی ہو۔

(حال) توجہ باطنی اور رغبت قلبی بجانب عشق ومحبت ہے اور اسی کو دین وایمان سمجھتا ہوں۔

(تحقیق) یہ ٹھیک ہے مگر محبت کی حقیقت سمجھنا ضروری ہے۔

(حال) چونکہ عاجز کو حصول محبت نہیں۔ الخ۔

(تحقیق) یہ صحیح نہیں للنص والذین آمنوا اشد حباً للہ ولقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لشارب الخمر انہ یحب اللہ ورسولہ عقلی تو ہے ہی مگر طبعی بھی ہے وہ ایک میلان ہے جو ہر مومن کو حاصل ہے گو کسی لون سے سہی۔

(حال) تو اسی اندوہ میں رہتا ہوں اور کوئی درود وظیفہ مزا نہیں دیتا۔

(تحقیق) مزا خود مقصود ہی نہیں۔

(حال) گو یہ حال اختیاری نہیں پھر بھی بے نصیبی پر روتا ہوں۔

(تحقیق) یہ بے نصیبی نہیں جب تک نبوت کا سلسلہ منقطع نہ ہوا تھا کیا کسی غیر نبی کا یہ کہنا کہ مجھکو نبوت نہ ملی یہ بدنصیبی ہے صحیح ہو سکتا تھا۔

(حال) کیسے ہی اعلیٰ ترین درجات کی بات ہو اس کی طرف رغبت نہیں ذرہ عشق کی جانب رغبت ہے، اور یہ امر اضطراری ہے کیفیت قلبی یہ ہے۔

(تحقیق) ماشاء اللہ سب اچھی ہے صرف انکشاف حقیقت کی ضرورت ہے جسکے لئے اسکی ضرورت ہے کہ من کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید۔

(حال) احقر کی جو کیفیت ظاہری و باطنی تھی مجمل تحریر کی اسمیں جو قابل نسخ ہو ارشاد ہو۔

(تحقیق) سب ٹھیک ہیں مگر بارہ تسبیح کی اور ضرورت ہے۔

(حال) اور کمترین میں جو عیوب ہیں وہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

(تحقیق) اسکے لئے غزالی رح کی کتب کا مطالعہ اور عمل ضروری ہے۔

(حال) اب تعلیم اذکار و علاج مربیانہ کا طالب ہوں۔

(تحقیق) بارہ تسبیح اذکار میں اور کتب غزالی کا مطالعہ علاج میں عرض کر چکا ہوں۔

(سوال) دو تین روز سے سورۂ فاتحہ ام بار درمیان سنت اور فرض فجر پڑھنا شروع کیا مگر پھر یہ خیال آیا کہ حضور کی اجازت لیجائے تو بہتر۔ اگر آپ فرمائیں تو پڑھا کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

(جواب) کیوں چھوڑا جاوے لیکن اگر قبل پورا کرنے کے تکبیر ہو جاوے تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ پھر بقیہ بعد فرض کے پڑھ لینا چاہیئے۔

(حال) معمولات تو بفضلہ تعالیٰ جاری ہیں الحمد للہ کسی روز ناغہ بھی نہیں ہوتے ڈیڑھ دو بجے

اٹھ جاتا ہوں اسی وقت سے برابر صبح تک مشغولی رہتی ہے بعض روز عجیب حال ہوتا ہے کہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہ سب معمولات بیداری میں کئے گئے ہیں یا بحالت نوم ادا ہوئے کچھ خبر نہیں ہوتی جسکا رنج و افسوس برابر رہتا ہے اور استغفار کرتا ہوں اور کیا عرض کروں نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی کیفیت ہے اسوجہ سے عریضہ لکھتے ہوئے شرم بھی آتی ہے اگر کوئی چیز ذریعہ نجات سمجھتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ خدام والا کی محبت اپنے دل میں بیحد پاتا ہوں جسکے سامنے اپنے تمام عزیزوں کی محبت کی کوئی حقیقت نہیں حتی کہ اب اپنے والدین کی محبت سے بھی بدرجہا زائد پاتا ہوں اسی کو مدار نجات اور مفتاح سعادت یقین کرتا ہوں اور کیا عرض کروں احقر کے لیئے دعا فرمائی جاوے۔

(تحقیق) آپ کہتے ہیں کہ کوئی حالت اور کیفیت نہیں ڈیڑھ بجے رات سے صبح تک مشغول رہنا اسکے سامنے کیفیت اور حال کیا چیز ہے بعض تو اضیع جحود نعمت ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر کیجیئے استقامت اور برکت کی دعا کیجیئے اور کام میں لگے رہئے حالات سے اطلاع دیتے رہیئے گو وہ حالات آپکے نزدیک قابل اطلاع نہوں اور جو بے خبری کی حالت لکھی ہے اگر وہ نیند کا غلبہ ہے تب تو وہ امر طبعی ہے نہ محمود نہ مذموم اور اگر نیند کا غلبہ نہیں ہے تو یہ ربودگی آثار ذکر سے ہے جو محمود ہے گو مقصود نہیں اور جو محبت کا تذکرہ لکھا ہے حقیقت میں یہ شرط طریق ہے اور اعون فی الوصول گو اس محبت کا متعلق اس کا اہل نہو مگر محب کو اُس کے اعتقاد کی بناء پر بے حد نفع ہوتا ہے۔

(حال) افسوس صد افسوس بندہ کی ساری محنت اکارت ہوگئی جو کچھ کیا کرایا تھا وہ سب محو ہوگیا کیا کہوں کہ سب کچھ فوت ہوگیا اور اس فوت پر اُسقدر صدمہ بھی نہیں جو ہونا چاہیئے تھا رنج ضرور ہے اور کوشش بھی آیندہ کے واسطے ہے لیکن صد ہزار حسرت اسپر ہے کہ رنج اور کوشش پورا نہیں قسمت کی خوبی دیکھو کہ ٹوٹی کہاں کمند۔ واقعہ یہ ہے کہ میں برابر اپنے کام میں مشغول تھا کہ سب سے پہلے صحیح مسلم کی ختم کرانے کی کوشش میں صبح کے بعد سے طلوع شمس تک کا معمول قضا ہوا۔ اسپر میں نے چنداں توجہ اسلیئے نہیں کی کہ اولاً تو وہ حضرت کا بتلایا ہوا نہ تھا اپنا تجویز کیا ہوا تھا۔ دوسرے یہ سمجھا کہ آخر حدیث پڑھانے میں وقت صرف ہوگا۔ تقریباً پچیس ۲۵ روز ہوئے کہ مجھکو یکایک نزلہ اور درد سر اور بخار کا زور شروع ہوا بخار تو خفیف ہوتا تھا لیکن نزلہ اور اعضا شکنی

کی وجہ سے ہمت نہایت ضعیف ہوگئی۔ ایک دو روز اسی حالت میں کام کرتا رہا آخر کار نہ چل سکا۔ پندرہ روز تک اس طرح مرض کا سلسلہ رہا کہ درمیان میں اگر دو ایک روز کو صحت بھی معلوم ہوئی تو نقاہت کی وجہ سے زیادہ ہمت نہ کرسکا۔ اور سستی رہی بلکہ اس عرصہ میں سبق وغیرہ بھی نہیں پڑھا سکا۔ شروع میں باوجود ترک اذکار وغیرہ کے پہلا اثر دل میں رہتا تھا رفتہ رفتہ وہ بھی نہ رہا۔ اور ادھر سے نہایت غفلت ہوگئی حتیٰ کہ طاعات کا وہ اہتمام اور معاصی سے اجتناب کی ویسی توفیق بھی نہ رہی غرض عجیب خبطہ رہا۔ رات کو کبھی کبھی کوشش بھی اٹھنے کی کرتا لیکن نزلہ کی وجہ سے نہ معلوم اس دفعہ دماغ پر ایسا اثر ہوگیا کہ ہر ایک دماغی کام میں تقاعد ہوتا تھا۔ اور اب بھی قدرے باقی ہے۔ اتفاق وقت سے جب صحت ہوئی تو میرے سب سے چھوٹے بھائی کے نکاح کی تقریب گھر میں شروع ہوگئی۔ والد صاحب مرحوم تو زندہ نہ تھے اور حضرۃ والدہ صاحبہ کو جو کچھ بھی زور اور حق تھا وہ ہم ہی چند بھائیوں پر تھا غرض ان کے نہایت درجہ تعلق کو دیکھکر تین چار روز تک اس میں منہمک رہنا پڑا۔ اس اثنا میں بھائی بہنیں اور ان کی اولادیں گھر پر جمع ہوگئیں ان کی ضروریات اسقدر زیادہ تھیں کہ دم بھر کو مہلت فکر سے نہ ملتی تھی اب تک بھی اس مجمع کا ایک معتد بہ حصہ باقی ہے غرض ان پچیس روز کے اندر بالکل غفلت ہوگئی اب حال یہ ہے کہ کوئی ذکر شغل نہیں البتہ قصد دوبارہ شروع کرنے کا دو تین روز سے برابر کرتا ہوں مگر عجب طرح کے موانع آجاتے ہیں بہرحال قصد میں کوئی سستی نہیں کئی مرتبہ عریضہ بھیجنے کا ارادہ کیا تو ندامت اور شرم معلوم ہوئی کہ کیا لکھوں۔ ایک ایسے نابکار کی سمع خراشی خواہ مخواہ حضرت والا کو بھی مکدر بنادے گی لیکن چارۂ کار بھی اور کوئی معلوم نہیں ہوا اس لئے ڈرتے ڈرتے یہ عریضہ بھیجتا ہوں جو ارشاد ہو وہ کروں اور جو سزا تجویز فرمائیں اسکے واسطے حاضر ہوں اسباق مدرسہ کے انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹ رجب تک ختم ہوکر امتحان سالانہ شروع ہو جائیگا اگر یہی صورت ہو کہ وہاں جلد حاضر ہوں تو حضرت مہتمم صاحب کو ایک سفارشی خط تحریر فرمادیجئے کہ وہ مجھکو ۱۸، ۱۹ رجب تک تھانہ بھون جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں تاکہ رمضان المبارک تک ایک اربعین اور پھر دس شوال تک دوسرا اربعین ہوجائے شاید کہ حضور والا کی توجہات گرامی کی برکت سے مافات کی کچھ تلافی ہوجائے یہاں رہکر شاید نہ ہوسکے۔ بہرکیف جو رائے مبارک ہو اس سے ازراہ شفقت قدیم اگر جلد مطلع فرمائیں تو میں اس کے بارہ میں سب باتیں طے کرلوں۔

۱۶۳

(تحقیق) رُوحی و رُوحی السلام علیکم و رحمۃ اللہ ؎

زدست کوتہ خود زیر بارم | کہ از بالا بلندان شرمسارم

واقعی جواب میں دیر ہونے سے خجل ہوں مگر یہ دیر وقت اطمینان کے انتظار میں ہوئی جب نہ ملا آخر ہجوم اشغال ہی کی حالت میں لکھنے بیٹھ گیا۔ بندہ کی تجویز کو بعض دفعہ توڑ دینا ہی حکمت ہے۔ رضینا بما قضینا۔ عزیز من اس دولت کا خاصہ ہے کہ اس کے سلب ہونے سے قلق نہیں ہوتا یعنی اسکے سلب کے لئے اسقدر قساوت و طرد و بعد لازم ہے کہ اُس کے ساتھ قلق و تاسف و ندم جو کہ علامات قرب و قبول سے ہے جمع نہیں ہو سکتی رہا یہ کہ صدمہ بھی زیادہ نہیں اگر مسلم بھی ہو تو خیر اصل پر اگر نہیں ہے تو اس نہ ہونے پر تو ہے۔ تو کسی امر پر تو ہوا اور وہ امر غیر متعلق نہیں پس حکم اصل میں ہے پس یہ قلق شدید خود علامت ہے کہ اکارت و محو تو نہیں ہوا البتہ خستہ و شکستہ ہو گیا لیکن ہر خستہ قابل اندمال اور ہر شکستہ قابل انجبار ہے بلکہ کبھی اسی لئے شکستہ کرتے ہیں کہ اس شخص کی بندش اچھی نہ تھی دوبارہ اچھی بندش کرتے ہیں ضربہ و سقطہ میں بعض اوقات اناڑی آدمی جوڑ ٹھیک نہیں بٹھلاتا تو ماہر فن اُس جوڑ کو پھر اکھاڑ کر دوبارہ بٹھلاتا ہے۔ اُس اکھاڑنے کے وقت جو کچھ صدمہ ہوتا ہے وہ بعض حیثیات سے پہلے سے زائد ہوتا ہے مگر حقیقت شناس اُسپر شکر کرتے ہیں یہ نری مضمون نگاری نہیں واقعہ ہے بعض اوقات احوال محمودہ کے تواتر و تسلسل سے عجب و پندار پیدا ہو جاتا ہے اور وہ نرے تصور و استحضار عیوب و قبائح سے مرتفع نہیں ہوتا اُسکی ایسی صورت غیب سے پیدا کیجاتی ہے جیسی اسوقت کیگئی اُسوقت حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ آہا ہم کچھ بھی نہیں دوسرے ہی کے چلانے سے چلتے ہیں پھر کبھی ناز نہیں ہوتے پایا گیا اسمیں کسی کو شک ہے کہ آدم علیہ السلام کو جو توبہ بعد زلت کے ہوئی بدون اسکے نہ ہو سکتی تھی عرفی نے خوب کہا ہے گو اس قصد سے نہ کہا ہو ؎

اے متاع درد در بازار جان انداختہ | گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ

جو ہو گیا اُس سے توبہ کر لیجئے زیادہ اُسکے پیچھے نہ پڑئے نہ اس سوچ میں ہو جئے کہ کہیں آیندہ ایسا ہو جاوے ع ماضی و مستقبلت پردہ خداست + ایسی ہی فکر کی نسبت کہا گیا ہے اگر کسی کو بخار آگیا تو دوا کرنا چاہئے نہ کہ اسکا افسوس کہ بخار کیوں آیا یا سوچ کہ کہیں بعد علاج کے پھر نہ آجاوے۔ اگر پھر آجاویگا پھر نسخہ پلا دیا جاویگا۔ ایسی سوچ سے تو طبیعت ضعیف ہو کر مرض بڑھتا ہے۔ یہ تو کلی شکایت کا

ایک کلی جواب ہے - اب شاید بعض جزئی امور کا جواب بھی رہگیا ہو مگر خط پڑھکر اُسکے متعلق بھی
لکھتا ہون وہ ایک ہی امر لکلا یعنی رجب کے آخر میں آجانا سوچونکہ مجھکو مدرسہ کے مصالح معلوم
نہیں اس لئے جناب مہتمم صاحب سے عرض کرنے کی تو جرأت نہیں ہوتی لیکن اگر کوئی قوی
مانع نہو تو امید ہے کہ آپ کے فرمانے سے بھی اُن کو عذر نہو گا - باقی رمضان کا قیام اسلیئے شاید
زیادہ نافع نہ ہو کہ رمضان میں ضرورت ہے آسایش کی اور سفر میں مشکل ہے اور کیسے دنوں میں
ہر حالت کا تحمل ہو جاتا ہے میری رائے میں ختم شعبان تک کا قیام پھر بعد رمضان کے متصلا یا
مع الفصل کچھ قیام کافی ہے اب اخیر میں ایک کام کی بات بتلاتا ہوں کہ اگر پھر کبھی ایسا ہی واقعہ
پیش آوے جیسا اب آیا تھا تو ہمت کر کے خواہ دلچسپی ہو یا نہو کچھ کام کر لیا کیجئے خواہ پورا نہ ہو اور خواہ پورے
قیود کے ساتھ نہ ہو مگر زبردستی تھوڑا سا وقت نکالکر خلوت میں اگرچہ صحرا ہی ہو جا کر اُلٹا سیدھا کام
کر لیا - اگر وقت نہ بدلے تو بہت نافع ہے ور[illegible]قت کی پابندی بھی حذف سہی - اسکا فائدہ عمل سے
معلوم ہو گا والسلام -

١٦٥

انہیں عالم جید کا دوسرا خط

حال شفقت نامہ عرصہ ہوا شرف صدور لایا تھا جس سے الحمدللہ والمنۃ کہ ایک عجیب اطمینان
وسکینت کا نزول قلب پر ہوا واللہ باللہ شاید تصوف کی متعدد کتابوں کا مطالعہ بھی اسقدر
تسکین بخش نہوتا جتنا کہ حضرت والا کے چند کلمات سے اس عاجز حائر کو شفا حاصل ہوئی جسوقت
نامہ سامی کو مکرر پڑھکر فارغ ہوا تو زبان پر بیساختہ یہ شعر تھا ؎ نامہ آیا گو یا عیسیٰ آیا + تن افسردہ میں
جی سا آیا + جزاکم اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسترشدین اکمل الجزاء واحسنہ کچھ سمجھ میں نہیں
آتا کہ حضور کے اس قسم کے احسانات کا کیا شکریہ ہم نالائق خدام کی طرف سے ہو سکتا ہے . خدا جانتا
ہے کہ خدا و رسول کی کامل شکرگذاری تو محال ہی ہے مگر ایسے شیخ مربی کے انعامات بھی ایسے نہیں
ہیں کہ کوئی شکریہ یا خدمت حتی کہ بذل نفس تک اُسکی تلافی کر سکے - خیر اس سے زیادہ کیا لکھوں
اور جو کچھ مکنون خاطر ہے اُسکو کسطرح اظہار کروں - مگر ہاں اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ حضرت والا
کی توجہات و برکات اگر اسی طرح شامل حال رہیں تو یقین ہوتا ہے کہ بحول اللہ وقوتہ ہم جیسے

روسیاہوں نابکاروں کا بھی بیڑا پار ہو جائیگا۔

(تحقیق) خدا تعالیٰ کے فضل سے بیڑا تو پار ہو چکا ہے اب صرف اس پار کا استقلال واستحکام باقی ہے یعنی کبھی آدمی اپنے سوءِ عمل سے پار سے وار لوٹ آتا ہے اب تو اس کی حفاظت کی ضرورت ہے جسکا طریق صرف حالات کی اطلاع اور اُسکے بعد جو مشورہ دیا جاوے اُسکا اتباع ہے یعنی نہ اطلاع میں حجاب کیا جاوے اور نہ بجائے اتباع کے خود رائی[1] کی جاوے چندے اسکے التزام سے انشاء اللہ تعالیٰ اندیشہ رجعت کا نہیں رہتا الا فی درجۃ المقدوریہ۔

(حال) حق تعالیٰ شانہ حضرت کے فیوض روز افزوں وسعت کے ساتھ قائم دائم رکھے۔ اب اپنی حالت مختصراً عرض کرتا ہوں الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اُس فترۃ کے بعد ان بیس پچیس روز کے التزام جدید سے حالت سابقہ قلب کی نہایت قوت کے ساتھ عود کر آئی نہ اس طرح کہ جیسے عدم سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے بلکہ ایسے جیسا کہ راکھ کے ہٹا دینے سے چنگاری پھر چمک اٹھتی ہے یا کسی کی کوئی گم شدہ چیز دستیاب ہو جاتی ہے یا مخزونات خیالیہ مدرکہ کو بعد ذہول کے واپس مل جاتے ہیں بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت والا کی تحریر کی تصدیق عیاناً ہو گئی یعنی اس دفعہ کا جوڑ بہ نسبت پہلی دفعہ سے شاید کچھ مضبوط اور بہتر ہی ہے اور واقعی عجب و پندار کی تو خوب قلعی کھلگئی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ امید مداومت کی ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔

(تحقیق) اسکے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے ومن اراد الآخرۃ وسعی لہا سعیہا فاولئک کان سعیہم مشکوراً جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ عبد کی تائید ارادہ حق سے بھی موعود ہے چنانچہ من اراد پر کان سعیہم مشکوراً کو مرتب فرمایا گیا ہے تو اولاً مشیت حق ہوتی ہے کہ عبد کی مشیت ہو پھر اس کے بعد مشیت عبد ہوتی ہے کہ فعل ہو اور وہ موقوف تھا ایجاد حق پر مگر اس کے بعد مشیت حق ایجاد فعل کر ہی دیتی ہے اس سے بعض اغلاط عظیمہ جو آیت وما تشاؤن کے متعلق پیدا ہو جاتے ہیں رفع ہو گئے۔

[1] واضح ہو کہ استحکام کے بعد اندیشہ رجعت نہ ہونا دلیل اسکی تجربہ ہے نیز تقریر ابن عباس رض قول ہرقل کذالک الایمان الخ کما رواہ البخاری اسپر دال ہے سو اگر اتفاقاً کہیں رجعت کا تحقق ہو جاوے تو کوئی اشکال نہیں وانکان تحققہ موہوماً فافہم وحقق ۱۲ احمد حسن عفی عنہ۔

(باقی آئندہ)

اور ان اخیر کے مسائل میں صاحب نیل الاوطار نے یہ مذہب بھی لکھا ہے کہ شب کو بھی ایک کی باری میں دوسری کو عارضی طور پر بلا لینا یا خود اس کے گھر چلا جانا اور اس سے بات چیت کرنا اور اس کے پاس بیٹھنا اور اس کو لمس کرنا سب درست ہے صرف شب بھر رہنا اور ہمبستری دوسری کے ساتھ درست نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے جمع ہونے سے استدلال کیا ہے مگر یہاں احتمال اذن یا عدم وجوب قسم کا ہے۔ مسئلہ (۱۴) دن کے آنے جانے میں برابری واجب نہیں بلکہ تھوڑی دیر کے لئے ہو آنا بھی کافی ہے (ش) مسئلہ (۱۵) یا کسی ضرورت سے ایک ہی جگہ جاوے تب بھی درست ہے (ع) مسئلہ (۱۶) البتہ اُس روز جس کی باری نہ ہو اُس سے دن کو صحبت درست نہیں اور ظاہراً قواعد سے یہاں بھی رات تابع دن کی ہوگی البتہ لمصالح زوجتین یا اصطلاح زوج سے اسمیں تبدیل درست ہوگی اسکو بھی دوسرے علماء سے تحقیق کر لیا جاوے (ش) مسئلہ (۱۷) باری کی مقدار مقرر کرنا مرد کی رائے پر ہے لیکن وہ مقدار اتنی طویل نہ ہو کہ دوسری کو انتظار سے کلفت ہونے لگے مثلاً ایک ایک سال اور یہ خلاصہ ہے بحث طویل کا (ش) مسئلہ (۱۸) اور اگر بیماری کے سبب ایک کے گھر زیادہ مقیم رہا تو بعد صحت کے اُتنے ہی روز دوسری کے گھر رہنا چاہئے (ش) مسئلہ (۱۹) اسی طرح اگر ایک بی بی بہت سخت بیمار ہوگئی تو اس ضرورت سے اُسکے گھر مقیم رہنا مضائقہ نہیں (ع) اور ظاہر اطلاق قول در مختار وغیرہ سے ان ایام کی قضا بھی ضروری معلوم ہوتی ہے مسئلہ (۲۰) ایک منکوحہ کو اپنی باری دوسری کو ہبہ کر دینا درست ہے پھر جب چاہے اُسکو واپس لے سکتی ہے (ق) مسئلہ (۲۱) اگر کسی شخص کے مثلاً چار بیبیاں ہیں الف ب ج د اُن میں سے الف نے اپنی باری ج کو ہبہ کر دی اور ان دونوں کی باری کے دن متصل نہ تھے تو شوہر کو ان دونوں کا متصل کرنا درست نہیں بلکہ وہی پہلی ترتیب رہے گی اور اس موہوب لہا کے پاس دو شبوں میں فصل سے رہے گا (ش) لیکن قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ختم دورہ کے پھر ترتیب بدل سکتا ہے یہ اکیس مسائل ہیں مختلف کتب سے جن کے یہ رموز ہیں ع عالمگیریہ ق قاضی خاں ش شامی ف فتح الباری د در مختار ل اشعۃ اللمعات اگر ان مسائل کو مستحضر کر کے ان کو دستور العمل بنا لے انشاء اللہ تعالیٰ اس باب میں کبھی خلاف عدل کا وقوع ہی نہ ہو مگر افسوس لوگوں نے بجائے

۵۹

عدل کے اسوقت عدول کو شیوہ بنا رکھا ہے حتیٰ کہ اکثر عدول نے بھی فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا (من العدول) واعدلوا ھو اقرب للتقوی (من العدل) فقط۔

(مضمون بالا عدل بین الزوجتین کا ضمیمہ ملقبہ بہ خیر الانتہار فی معاشرۃ النساء)

مضمون مذکور جور زوج کا انسداد تھا جو تعدد زوجہ کے وقت میں ہوتا ہے کبھی یہ جور ان زوجات متعددہ کی طرف سے بھی ہوتا ہے جسکا سبب باہمی تنافس وتحاسد اور کبھی غیظ علی الزوج ہوتا ہے اور اُس باہمی تنافس وتحاسد کے اثر کا بھی اکثر حصہ اسی زوج پر واقع ہوتا ہے تو ہر حال میں تختہ مشق یہی ٹھیرا اس ضمیمہ میں اس جور کا انسداد ہے اور ہر چند کہ قرآن مجید میں جو اصلاح معاشرت بین الزوجین کے متعلق مختلف تعلیمات وارد ہیں جنمیں بعض میں خطاب عام ہے بعض میں خطاب خاص بقصد تعمیم حکم ان کا مجموعہ سب حالتوں کو شامل ہے یعنی خواہ زوجہ میں تعدد نہ ہو یا کہ تعدد ہو پھر خواہ جور زوج کی جانب سے ہو یا زوجہ کی جانب سے ہو مگر ظاہر ہے کہ تعدد کی حالت میں ان کی اسلئے زیادہ حاجت ہوگی کہ اس حالت میں ایسے جور کا وقوع زیادہ ہوتا ہے کبھی زوج کی طرف سے جسکا انسداد آیت وجوب عدل بین النساء سے فرمایا گیا ہے اور مضمون بالا اسی کی تفصیل تھی اور کبھی زوجہ کی طرف سے جسکا بیان اب کیا جاتا ہے اور گو اس باب میں جن نصوص کا حوالہ ہے وہ صورت تعدد کے ساتھ خاص نہیں مگر چونکہ صورت تعدد میں اُن کی سب سے زیادہ حاجت ہے جیسا ابھی اوپر ذکر کیا گیا ہے اسلئے تعدد ہی کے ذیل میں وہ مذکور ہوتی ہیں وہ تعلیمات یہ ہیں (۱) فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ الخ (۲) ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ۔ اور ان کا بیان اوپر ہو چکا (۳) ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الی قولہ فان کرھتموھن الآیۃ (۴) واللاتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع الی قولہ تعالیٰ ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما (۵) وان امرءۃ خافت من بعلھا نشوزا او اعراضا فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا والصلح خیر الآیۃ (۶) یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا الآیۃ (۷) فان خفتم ان لا یقیما

حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ الآیۃ۔ جن کے مجموعہ کا حاصل امور ذیل کا مجموعہ ہے اور گو اُن میں کوئی خاص ترتیب منصوص نہیں، اور نیز باعتبار حالات وخصوصیات خاصہ کے اُن میں وقوعاً بھی کوئی خاص ترتیب لازم ودائم نہیں لیکن اکثر حالات میں اُن کے حقائق وآثار کے اعتبار سے اُن میں جو ترتیب مرعی ہے اُسی ترتیب سے اُس فہرست کو ذکر کرتا ہوں۔

(۱) صبر زوجہ کی حماقت وکجراہی پر وھذا فی قولہ تعالیٰ ولا تعضلوھن الخ (۲) اگر پھر بھی باز نہ آوے یا مر دا سپر قادر نہ ہو تو اُسکو نصیحت وفہمایش (۳) پھر اُس سے الگ دوسرے بستر پر سونا (۴) واضربوھن یعنی ضرباً غیر مبرح (۵) یہ بھی نافع نہو تو دو شخص فیصلے کیلئے تجویز کرنا ایک مرد کی جانب سے ایک عورت کی جانب سے جو دونوں کے اظہار لیکر رفع نزاع کردیں وھذا فی قولہ تعالیٰ واللاتی تخافون نشوزھن الایہ (۶) زوجہ سے کہدینا کہ اگر تمکو ہمارے نکاح میں رہنا منظور ہے تو فلاں فلاں شرطیں منظور کرنا پڑینگی یا اپنے سب حقوق معاف کردینے ہوں گے تاکہ اس کے بعد جتنے حقوق ہم ادا کردیں اُن کو تم غنیمت سمجھو اور کوتاہی کے گمان کے وقت ہماری کوئی شکایت نہ کرسکو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب وحی اپنے ازواج سے فرمادیا تھا وھذا فی عموم قولہ تعالیٰ وان امرأۃ خافت من بعلہا الایہ وفی قولہ تعالیٰ (الذی ھو من اعظم افراد الصلح المذکور فیما قبلہ تاثیراً) یاایہا النبی قل لازواجک الخ (۷) اسپر بھی سیدھی نہ ہو تو رخصت وھذا فی عموم قولہ تعالیٰ فان خفتم ان لا یقیما الایہ یہ ہے فہرست جسکے اجزا میں یہ ترتیب اکثری ہے اور اتفاق سے اسی ترتیب سے یہ آیات بھی لکھی گئیں پس اس دستور العمل سے جور من الزوجات کا بھی پورا انسداد ہو جاتا ہے جیسا تجربہ سے مشاہدہ ہوسکتا ہے اب اس ضمیمہ کو ایک حکایت پر جو کہ ایک مفید دستور العمل پر مشتمل ہے ختم کرتا ہوں اور اس حکایت سے اُس تجربہ کے تیقن میں قوت بڑھتی ہے۔

حکایت۔ ایک صاحب ثقہ مسمی حاجی عبد الغنی ساکن محمد پور کا بیان ہے جو کہ دو زوجہ کے اجتماع سے ضیق میں تھے اور جو کہ تمام تدبیرات کو ختم کرچکے تھے اور وہ تدبیرات نافع بھی ہوتی تھیں مگر نزاع قطع اور غلجان رفع نہ ہوتا تھا آخر انھوں نے نمبر (۴) کے بوجہ اس کے کہ

واجب نہیں اور بعض مواقع پر مناسب نہیں اس ترتیب پر عمل شروع کیا نمبر (۶) تک پہونچے تھے بفضلہ تعالیٰ تمام خرخشے ختم ہو گئے اور تلخی عیش مبدل بہ حلاوت ہو گئی نہ صرف زوج کی بلکہ دونوں زوجہ کی بھی اس نمبر کے امتثال کی عملی صورت اُن صاحب نے یہ اختیار کی کہ اپنی دونوں زوجہ سے ایک یادداشت کی صورت میں (کہ صلح کی ایک عظیم النفع فرد ہے اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز کی گئی) چند امور کا عہد لیا اور صاف کہدیا کہ ہمارے پاس رہنے کی یہ شرطیں ہیں اب اختیار ہے جس شق کو چاہے اختیار کیا جاوے چونکہ دونو صالحہ وسعیدہ تھیں اسلئے انھوں نے خوشی سے سب شرطیں منظور کیں اور سب کدورات صاف ہو گئیں چونکہ اُس یادداشت کے مضمون کا نافع ہونا تجربہ سے ثابت ہوا لہذا اُس کو اُن سے حاصل کرکے اس مقام پر نقل کرتا ہوں کہ دوسرے اہل ضیق بھی اس سے منتفع ہوں جس سے مجوز اور ناقل دونوں کو اجر ہو وھو ھذا

نقل مضمون مذکور

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

یادداشت وعدہ ہر دو اہل خانہ حاجی عبد الغنی

ہم دونو اہل خانہ حاجی عبد الغنی امور ذیل کا وعدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مدد فرماوے۔

(۱) ہم دونوں نے اپنے تمام حقوق واجبہ اور غیر واجبہ ہمیشہ کیلئے حاجی صاحب کو معاف کئے ہم کسی حق کا مطالبہ نہ کرینگے وہ خود اپنی خوشی سے جتنا حق ادا کر دیں گے ہم احسان سمجھیں گے البتہ ادب کے ساتھ ہمکو درخواست کرنے کی اجازت ہے لیکن اُسکو پورا کرنے نہ کرنے کا اُن کو اختیار ہے اگر وہ پورا نہ کریں گے نہ ہم اصرار کریں گے نہ ہمکو ناگواری ہوگی۔

(۲) اس بنا پر اُن کو اختیار ہوگا رات کو جس کے پاس چاہیں رہیں اور خواہ کسی کے پاس بھی نہ رہیں مردانہ میں رہیں خواہ ایک کے پاس دوسری کی باری میں رہیں۔

۱ اسمیں اشارہ ہے کہ مضمون ہذا ایک فرد ہے اس کلی منصوص کی ۱۲ منہ

(باقی آئندہ)

اور بعض قلوب ایسے ہیں جو بمنزلہ تالابوں کے ہیں (جن سے دوسروں کو بھی نفع کثیر اور مدید پہونچ رہا ہے) پس نفوس علمار زاہدین یعنی حضرات صوفیہ ومشائخ کے پاک ہوگئے اور قلوب اُن کے صاف ہوگئے پھر مزید فائدہ رسانی کے ساتھ مخصوص ہوگئے پس وہ حضرات (گویا) تالاب بن گئے (چنانچہ) حضرت مسروق (تابعی) کہتے ہیں کہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہا پس میں نے انکو تالابوں کی طرح پایا کیونکہ اُن کے قلوب واعیہ یعنی خازن ہوگئے علوم (موہوبہ) کے (جسکو آگے علوم وراثت سے تعبیر فرمادیں گے) بذریعہ اُس صفار فہم کے جو اُن کو عطا ہوئی ہے (اور ایسے حضرات کی مثال وسط حدیث میں ہے) اور ان دونوں قلوب کو حدیث مذکور کا یہ مضمون شامل ہے کہ یہی مثال ہے اُس شخص کی جس نے دین الٰہی میں سمجھ بوجھ حاصل کی اور اُسکو اُس علم نے نفع دیا جسکو دیکر اللہ تعالیٰ نے مجھکو بھیجا ہے پس اُس نے خود بھی جانا اور دوسروں کو بھی بتلایا جیسا بندہ مترجم نے اوپر اشارہ بھی کیا ہے خلاصہ یہ ہوا کہ تعلم وتعلیم والوں کی دو قسمیں ہوئیں ایک علمار ظاہر کہ مشابہ گھاس والی زمین کے ہیں کہ نافع ہے مگر تالاب کی برابر نہیں اور علمار باطن کہ مشابہ تالابوں کے ہیں جو نافع ہونے میں اکمل واوسع ہیں جس کی وجہ آگے آویگی جسکا حاصل یہ ہے کہ علمار ظاہر کے علوم صرف علوم مکتسب ہیں جنکا لقب آگے علوم دراستہ آتا ہے اور علمار باطن کے علوم علاوہ علوم دراستہ کے علوم موہوبہ بھی ہیں جنکا لقب آگے علوم دراثت آتا ہے آگے یہی مضمون مفصل ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ)

خبر دی ہمکو شیخ امام رضی الدین ابوالخیر احمد بن اسمٰعیل نے بطور اجازت کے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابوسعید محمد خلیلی نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو قاضی ابوسعید محمد فرخزادی نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابواسحاق احمد بن محمد ثعالبی نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابن فنجویہ نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہمسے ابن حیان نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہمسے اسحاق بن محمد نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہمسے میرے باپ نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن عیسیٰ نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہم سے علی بن علی نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی ہمسے ابوحمزہ ثمالی نے کہا انھوں نے حدیث بیان کی مجھسے عبداللہ بن الحسن نے کہا انھوں نے کہ جسوقت کہ یہ آیت نازل ہوئی وتعیھا اذن واعیہ یعنی محفوظ رکھتے ہیں اُس (تذکرہ یعنی نصیحت و عبرت) کو محفوظ رکھنے والے کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا میں نے

٥

والا بنادے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا اور نہ ہو سکتا تھا کہ بھولوں (کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہارے کان کو واعیہ یعنی محفوظ رکھنے کی وہ دعا قبول ہو گئی تھی پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے واعیہ کا مفہوم اور اُسکی تفسیر معلوم ہو گئی کہ علم کے ایسے حاضر ہونے کو کہتے ہیں جسکو پھر غیبت نہ ہو اور یہ شان علم مکتسب کی نہیں ہے صرف علم موہوب کی شان ہے جسکا سبب تعلق خاص مع اللہ ہے اور یہ تعلق باقی و دائم ہے پس جو علم اس سے ناشی اور اسکا معمول ہے وہ بھی باقی و دائم ہوگا دوسرے وہ ذوقی او حالی ہے مثل طبعی کے اور طبیعات میں زوال نادر ہے جب واعیہ کی تفسیر یہ ہے اور حضرت مسروق نے قلوب صحابہ کو واعیہ کہا ہے تو اُن حضرات کا صاحب علوم موہوبہ ہونا ثابت ہو گیا اور اگر واعیہ کے مفہوم میں صرف حافظ و خازن ہونا معتبر ہوتا گو بقا کے ساتھ نہ ہو جو کہ علوم مکتسبہ میں بھی متحقق ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ فرماتے کہ نہ ہو سکتا تھا کہ بھولوں کیونکہ اجابت دعائے نبوی مطلق حفظ الی زمان معتد بہ بلا بقا سے بھی متحقق ہو سکتی تھی جیسے کسی بزرگ نے دعا کر دی کہ زید کو قرآن حفظ ہو جاوے تو اگر ایک بار پورا اچھی طرح یاد ہو جاوے پھر خواہ بھول ہی جاوے تو کیا نہ کہیں گے کہ اُن بزرگ کی دعا قبول ہو گئی تھی) ابوبکر واسطی (واعیہ کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ ایسے کان (مراد ہیں) جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے اُس کے اسرار کو مخزون کر لیا۔ اور اُنھوں نے (اسکی تفسیر میں) یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ پورے جمع یعنی پُر کرنے والے ہیں اپنے معاون میں (مطلوب کو) کہ اُن میں بجز اُس چیز کے جس کا اُنھوں نے مشاہدہ کیا ہے اور کوئی چیز نہیں (ورنہ وہ مطلوب کے پورے جامع نہوتے بلکہ کچھ مطلوب پر کچھ غیر مطلوب پر مشتمل ہوتے) پس (لزوماً) وہ اُس (مشاہدہ کی ہوئی چیز) کے ماسوا سے خالی ہیں۔ سو طبائع میں جو اضطراب ہوتا ہے (جس سے وہ مقتضائے علم سے متزلزل ہو جاتے ہیں) وہ (اضطراب) ایک قسم کا جہل ہوتا ہے (اور صوفیہ اس اضطراب سے مبرا ہیں) تو (سبب اُسکا یہی ہے کہ) صوفیہ کے قلوب (علوم کاشفہ حقائق مطلوبہ کے) خازن ہیں (جسکی) وجہ یہ ہے کہ اُنھوں نے اساس تقویٰ کو محکم کر کے دنیا میں بے رغبتی اختیار کی سو تقویٰ سے اُن کے نفوس پاک ہو گئے اور زہد سے اُن کے قلوب صاف ہو گئے پھر جب اُنھوں نے شواغل دنیا کو زہد کے سبب ترک کر دیا اُن کے باطن کے

[۱] فی القاموس وعاہ حفظہ وجمعہ الخ ۱۲ منہ

مسامات کشادہ ہو گئے اور اُن کے قلوب کے کان سننے لگے اور اُن کے زہد فی الدنیا نے اُن کی اعانت کی (یہ تحقیق تھی قلوب صوفیہ یعنی علماء باطن کے واعیہ ہونے کی جنکو حدیث بالا میں تالاب کے مشابہ فرمایا ہے آگے علماء ظاہری کے عاوم کو جن سے انھوں نے دین کی خدمت کی اور جن کو اوپر حدیث میں گھاس والی زمین سے تشبیہ دی ہے بیان فرماتے ہیں یعنی) پس علماء تفسیر اور ائمہ حدیث اور فقہاء اسلام نے کتاب و سنت کے علوم کا استیعاب فرمایا اور اُن دونوں سے احکام مستنبط کیے اور جدید الوقوع حوادث کو نصوص میں سے کسی اصل کی طرف راجع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے واسطہ سے دین کی حفاظت فرمائی اور علماء تفسیر نے توجیہات تفسیر اور علوم تاویل اور مذاہب عرب متعلق لغت اور غرائب نحو و صرف اور اصول قصص اور اختلاف وجوہ قرأت کو سمجھا اور اس باب میں کتابیں تصنیف فرمائیں اور اُن کے اس طریقہ سے اُمت پر قرآن کے علوم وسیع ہو گئے اور ائمہ حدیث نے صحیح اور حسن حدیثوں کو متمیز کیا اور رواۃ اسامی رجال کی معرفت میں متفرد ہوئے اور جرح و تعدیل کا حکم لگایا تاکہ (حدیث) صحیح (حدیث) سقیم سے ظاہر اور غیر مستقیم مستقیم سے متمیز ہو جائے پھر ان کے اس طریقہ سے روایت اور سند کا طریق سنت کی حفاظت کیلئے محفوظ ہو جاوے اور فقہاء ان کاموں کیلئے مستعد[۵۱] ہو گئے۔ احکام کا استنباط کرنا۔ مسائل میں تفریع کرنا تعلیل کا سمجھنا فروع کا اصول کی طرف علل جامعہ سے راجع کرنا۔ واقعات کا حکم نصوص کے ساتھ احاطہ کرنا اور علم فقہ و احکام سے علم اصول فقہ و علم خلاف اور علم خلاف سے علم جدل (یعنی مناظرہ) متفرع ہوا اور علم اصول فقہ نے کسی قدر علم اصول دین (یعنی علم عقائد و کلام) کی حاجت واقع کی اور ان فقہاء کے علوم میں سے ایک علم فرائض بھی ہوا اور اُس نے علم حساب و جبر و مقابلہ لازم ٹھہرا اور اس کے علاوہ اور علوم بھی (اسی طرح حسب حاجت مستخرج و مدون ہوتے گئے) پس شریعت خوب قائم اور قوی ہو گئی اور دین اسلامی مستقیم ہو گیا اور طریق نبوی مصطفوی ذی فروع وذی اصول[۵۲] ہو گیا پس قلوب علماء کی اراضی نے بواسطہ ہدایت اور علم کے اُس آب حیات کے جسکو اُنھوں نے قبول کیا (خوب) گھاس اور سبزہ اوگایا (آگے ایک آیت ہے جسمیں ان علوم موہوبہ پر دلالت ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی سو بہنے

---

۵۱ = انتدب اجاب او ضمن او تکفل او سارع الخ قاموس ۱۲ منہ ۵۲ = تمہد تمکن ۱۲ قاموس۔

لگے نالے اپنے اندازہ کے موافق - فرمایا ابن عباس رضؓ نے کہ یہ پانی علم ہے اور نالے (یعنی جن میں پانی جمع ہو کر چلتا ہے) قلوب ہیں - ابو بکر واسطی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک صاف موتی پیدا کیا پھر چشم جلال سے اسکو ملاحظہ فرمایا سو وہ حق تعالیٰ سے شرما کر پگھل گیا اور بہنے لگا پس اللہ تعالیٰ نے (اسکی نسبت) فرمایا ہے کہ اوتارا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی سو بہنے لگے نالے اپنے اندازہ کے موافق - سو قلوب کی صفائی اُن میں اسی پانی کے پہونچنے سے ہوتی ہے - اور ابن عطاؒ نے فرمایا کہ یہ جو ارشاد ہے کہ نازل کیا آسمان سے پانی - یہ ایک مثال ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے بندہ (کی حالت) کیلئے بیان فرمائی ہے اور یہ اس طرح ہے کہ جب نالوں میں سیلاب بہتا ہے تو نالوں میں کوئی نجاست نہیں رہتی جس کو وہ صاف اور دور نہ کر دیتا ہو اسی طرح جب وہ نور جسکو اللہ تعالیٰ نے بندہ کے لئے تقسیم فرمایا ہے اُس کے نفس میں بہتا ہے تو اُس (بندہ) میں نہ کوئی غفلت باقی رہتی ہے اور نہ ظلمت (پس تاویل آیت کی اسطرح ہوگی کہ) اُتارا اللہ تعالیٰ نے پانی یعنی اُس نور کا حصہ پھر بہتے ہیں نالے اپنے اندازہ کے موافق یعنی قلوب میں انوار (بہتے ہیں) جس طور پر اللہ تعالیٰ نے ازل میں اُن کا حصہ رکھا ہے پھر جو کوڑا کرکٹ ہے وہ بیکار جاتا رہتا ہے (اسی طرح قلوب میں جو مواد رذیلہ ہیں وہ زائل ہو جاتے ہیں) پس قلوب منور ہو جاتے ہیں جن میں جہالت نہیں رہتی اور جو لوگوں کیلئے نفع رساں ہے وہ زمین میں رہ جاتا ہے (یعنی) باطل چیزیں (قلوب میں سے) جاتی رہتی ہیں اور حقیقی چیزیں رہ جاتی ہیں اور بعض نے (اسکی تفسیر میں یہ) کہا ہے کہ نازل کیا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی یعنی انواع کرامات (یعنی فیوض و برکات) پس ہر قلب نے اپنا حصہ اور نصیبہ لے لیا - سو علماء تفسیر و حدیث و فقہ کے قلوب کے نالے تو اپنے اندازہ کے موافق بہنے لگے اور صوفیہ یعنی اُن علماء کے جو دنیا میں زاہد ہیں اور جو حقیقی تقویٰ کے ساتھ متمسک ہیں اُن کے قلوب کے نالے اپنے اندازہ کے موافق بہنے لگے چنانچہ جس کے باطن میں محبت دنیا یعنی فضول مال و جاہ اور طلب منصب و ترفع کا لوث تھا اُس کا وادی قلب تو اپنے اندازہ (واستعداد) کے موافق (پر ہو کر) بہنے لگا یعنی اُس نے علم (ظاہری) کا ایک مناسب حصہ حاصل کیا اور حقایق علوم سے وہ بہرہ ور نہیں ہوا اور جس شخص نے دنیا (کے مقاصد مذکورہ) میں زہد اختیار کیا اُس کا وادی قلب بہت وسیع ہو گیا اور اُسمیں علوم کے پانی بہنے لگے اور مجتمع ہو گئے اور تالاب بن گئے

(باقی آئندہ)

جب تک کہ یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں اور انجملہ کیفیت استنجا کے یہ بھی ہے کہ اجب کھلے میدان میں ہو تو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے دور ہو جاوے۔ حضرت جابر رضہ نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب براز کا ارادہ فرماتے تو (برابر) چلتے رہتے یہانتک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ نے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت (ضروریہ) کی طرف تشریف لائے اور چلنے میں دور چلے گئے اور روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت (ضروریہ) کے لئے اس طرح سے (اہتمام کے ساتھ) موقع مناسب ڈھونڈتے تھے جس طرح کوئی شخص اوترنے کی (اور ٹھیرنے کی) جگہ (اہتمام سے) ڈھونڈا کرتا ہے اور آپ دیوار کی یا بلندی زمین کی یا پتھر کے ٹیلہ کی آڑ لیتے تھے۔ اور یہ بھی جائز ہی کہ کوئی شخص اپنی سواری کی اونٹنی کی یا اپنے دامن کی آڑ بنالے جبکہ کپڑے کو چھینٹ سے محفوظ رکھے اور پیشاب کرنا نرم زمین میں یا ریتلی مٹی پر مستحب ہے ابوموسیٰ رضہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے پیشاب کرنیکا ارادہ فرمایا سو ایک نرم جگہ میں ایک دیوار کی جڑ میں تشریف لائے اور پیشاب کیا پھر ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرنا چاہے تو اسکو لازم ہے کہ اپنے پیشاب کے لئے جگہ ڈھونڈے اور یہ بھی چاہیے کہ قبلہ کی طرف نہ مونہہ کرے اور نہ اس کی طرف پشت کرے۔ اور سورج اور چاند کی طرف بھی مُنہ نہ کرے۔ اور عمارات (یعنی آبادی) میں قبلہ کی طرف مونہہ کرنا (امام شافعی کے نزدیک کہ صاحب عوارف اُن کے مذہب پر ہیں) مکروہ نہیں اور اولیٰ (اُن کے نزدیک بھی) اس سے اجتناب کرنا ہے۔ کیونکہ بعض مجتہدین (مثل امام ابوحنیفہ رحہ کے جن کے مذہب پر ہم لوگ ہیں) عمارات میں بھی اسکی کراہت کی طرف گئے ہیں اور اپنا کپڑا نہ اٹھاوے جبتک کہ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاوے اور ہوا کے چلنے کے رخ سے بچے تاکہ چھینٹوں سے حفاظت رہے ایک شخص نے بعض صحابہ سے جو کہ بدوی تھے کسی تکرار کی حالت میں (طعن سے) کہا کہ میں تمکو خیال نہیں کرتا کہ تم پاخانہ پھرنا بھی جانتے ہو۔ اُس صحابی اعرابی نے کہا۔ کیوں نہیں جانتا۔ قسم تیرے باپ کی میں اُسکا خوب ماہر ہوں اُس شخص نے کہا کہ اچھا تو اس کو میرے سامنے بیان کرو انھوں نے کہا کہ آدمیوں سے دور ہو جاتا ہوں اور ڈھیلے مہیا کرلیتا ہوں اور شیح کی طرف (کہ ایک قسم کا جھاڑ ہے) یا اور کسی نبات کی طرف) مونہہ کرلیتا ہوں (تاکہ پردہ رہے) اور ہوا کی طرف پشت کرتا ہوں تاکہ

۵

چھینٹ سے احتیاط رہے) اور اگر دو بیٹھتا ہوں ہرن کی طرح (یعنی ایڑیوں پر بیٹھتا ہوں تاکہ سرین زمیں سے الگ رہ سکے) اور سرین ۶ اونچا رکھتا ہوں شتر مرغ کی طرح (یہ تفسیریں خود صاحب عوارف نے بڑھائی ہیں اور اس قصہ میں جو باپ کی قسم آئی ہے تو مراد اس سے قسم کھانا نہیں ہے بلکہ اس سے کلام کا مؤکد کرنا عرب کا محاورہ تھا) اور استنجے سے فارغ ہونے کے بعد (یعنی جب اُس موقعہ سے جدا ہوکر کپڑا درست کرلے) یہ پڑھے۔ اللّٰھم صل علی محمد و علی ال محمد و طھر قلبی من الریاء و حصن فرجی من الفواحش۔ اور غسلخانہ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ روایت کیا ہے عبداللہ بن مغفل نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی جائے غسل میں پیشاب کرے اور فرمایا ہے کہ اکثر وسواس اس سے ہوتے ہیں۔ اور ابن المبارک نے فرمایا ہے کہ جائے غسل میں پیشاب کرنے میں توسع ہے جب اُسمیں پانی بالکل بہہ جاوے (اور ذرا نہ ٹھیرے) اور جب (طہارت حاصل کرنے والا) ابادی میں ہو تو اپنے بائیں پاؤں کو بیت الخلاء کے داخل ہونے کے وقت آگے رکھے اور داخل ہونیکے قبل یہ کہے۔ بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔

حدیث کی ہمسے ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی نے۔ فرمایا انھوں نے خبر دی ہمکو ابو منصور مقری نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابو بکر خطیب نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابو عمر و ہاشمی نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابو علی لولوی نے کہا انھوں نے خبر دی ہمکو ابو داؤد نے۔ کہا انھوں نے خبر دی ہمکو عمرو نے اور وہ ابن مرزوق بصری ہیں۔ کہا انھوں نے حدیث کی ہمسے شعبہ نے قتادہ سے اونھوں نے نضر بن انس سے انھوں نے زید بن ارقم سے اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ یہ حشوش محتضر ہیں (یعنی پائخانے شیاطین کی آمد کی جگہیں ہیں) سو جب تم میں کا کوئی شخص بیت الخلاء میں جاوے تو اُسکو یہ کہہ لینا چاہئے اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔

اور اصل معنی حشوش کے گنجان کھجوروں کا جھنڈ ہے گھروں میں پائخانوں کے بنانے سے پہلے انکی آڑ میں بیٹھکر لوگ قضائے حاجت کیا کرتے تھے۔ اسلئے پائخانوں کو حشوش کہا گیا) اور محتضر جو فرمایا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ اُن میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں۔ اور قضائے حاجت کیلئے بیٹھنے کی حالت میں بائیں پاؤں پر زور دے۔ اور ہاتھ سے کوئی فضول ۵ مشغلہ نہ کرے اور نہ زمین میں یا دیوار میں

۵ فی القاموس ولع العبث ۱۲ منہ۔

فی الاصل اجفل
فی القاموس جفل اللحم عن العظم نحاہ الی قولہ و التطیم جفولا اسرع ذہب فی الارض کاجفل اھ دعلی اجفل قد جھینی بمعنی جفل کما ان جفل قد یجیٔ بمعنی اجفل ۱۲ منہ

۶

بیٹھے ہوئے لکیریاں کھینچے اور نہ اپنے ستر کو کثرت سے دیکھے۔ لیکن اگر اسکی کوئی ضرورت (شدید) ہو تو خیر۔ اور (اس حالت میں) باتیں بھی نہ کرے کیونکہ وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسا نہ کرنا چاہئے۔ کہ دو شخص پائخانہ پھرنے کیلئے باہر جاویں اور اپنے ستر کھولے ہوئے ہوں اور (اس حالت میں) باتیں کرتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس (حرکت) پر ناخوش ہوتا ہے۔ اور (پائخانہ سے) نکلتے وقت یہ کہے۔ غفرانک الحمد للہ الذی اذھب عنی ما یوذینی وابقی علی ما ینفعنی۔ اور اپنے ساتھ ایسی کوئی چیز نہ لیجائے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو۔ خواہ سونا ہو (مثلاً اشرفی ہو کہ اُس پر اللہ تعالیٰ کا نام منقش ہو) خواہ انگشتری ہو یا اور کچھ ہو اور برہنہ سر بھی نہ جاوے حضرت عائشہؓ نے اپنے باپ حضرت ابوبکرؓ سے روایت کیا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کیا کرو۔ چنانچہ میں پائخانہ میں جاتا ہوں سو اپنی کمر کو (دیوار سے) چمٹا لیتا ہوں اور سر کو ڈھانک لیتا ہوں حق تعالیٰ سے شرم کرنے کی وجہ سے۔

باب سی و چہارم وضو کے آداب اور اسرار میں

جب وضو کا ارادہ کرے اول مسواک کرے۔ حدیث کی ہمسے ہمارے شیخ ابوالنجیب نے فرمایا انھوں نے خبر دی ہمکو ابو عبد اللہ طائی نے کہا خبر دی ہمکو حافظ فرا نے کہا اُنھوں نے خبر دی ہمکو عبدالواحد بن احمد ملیحی نے کہا خبر دی ہمکو ابو منصور محمد بن احمد نے۔ کہا خبر دی ہمکو ابو جعفر محمد بن احمد بن عبد الجبار نے کہا حدیث کی ہمسے حمید بن زنجویہ نے کہا حدیث کی ہمسے یعلی بن عبید نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن اسحاق نے محمد بن ابراہیم سے انھوں نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے اُنھوں نے زید بن خالد جہنی سے۔ فرمایا انھوں نے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو عشاء کو ثلث شب تک موخر کرتا (یعنی اُسکو اُس وقت تک موخر کرنے کا حکم دیتا) اور اُن کو ہر فرض کے وقت مسواک کرنے کا حکم کرتا۔ اور حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک منہ کے طاہر ہونیکا سبب ہے اور پروردگار کے راضی ہونیکا ذریعہ ہے۔ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب کو اُٹھتے تھے تو اپنا دہن مبارک مسواک سے صاف کرتے تھے (حدیث میں یشوص کا لفظ ہے) شوص کے معنی ملنا[1]

[1] ذلک کے معنی ملنا ۱۲

کے ہیں۔ اور مسواک کرنا مستحب ہے ہر نماز کے وقت اور ہر وضو کے وقت اور جب کبھی منہ میں تغیر ہوجاوے منہ بند رہنے سے (اس عبارت میں لفظ ازم آیا ہے) اور اصل معنی ازم کے دانتوں کا ایک دوسرے پر بند کرنا ہے اور سکوت کو بھی ازم کہتے ہیں۔ اسلیئے کہ (سکوت میں) دانت ایک دوسرے پر بند ہوجاتے ہیں۔ اور اس سے منہ میں تغیر ہوجاتا ہے اور مسواک کرنا روزہ دار کو بعد زوال (امام شافعی رح کے نزدیک) مکروہ ہے اور قبل زوال اسکو بھی مستحب ہے۔ (اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہر وقت مستحب ہے قبل زوال بھی اور بعد زوال بھی) اور غسل جمعہ کے ساتھ اور شب خیزی کے وقت مسواک کرنا زیادہ مستحب ہے اور خشک مسواک کو پانی سے تر کرلے۔ اور مسواک (منہ کے) عرض اور طول دونوں میں کرے۔ اور اگر ایک ہی پر کفایت کرنا چاہے تو عرض میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہوجاوے تو اسکو دھو ڈالے اور وضو کے لیے بیٹھے اور اولی یہ ہے کہ (وضو کے وقت) قبلہ رخ ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ (وضو) شروع کرے اور یہ بھی کہے رب اعوذ بك من همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون۔ اور ہاتھ دھونے کے وقت یہ کہے اللهم انی اسألك اليمن والبركة واعوذ بك من الشوم والهلكة۔ اور کلی کے وقت یہ کہے اللهم صل على محمد وعلى ال محمد واعنی على تلاوة كتابك وكثرة الذكر لك اور ناک میں پانی دینے کے وقت یہ کہے اللهم صل على محمد وعلى ال محمد واوجد نی رائحة الجنة وانت عنی راض اور ناک جھاڑنے کے وقت یہ کہے اللهم صل على محمد وعلى ال محمد واعوذ بك من روائح النار وسوء الدار اور منہ دھوتے وقت یہ کہے اللهم صل على محمد وعلى ال محمد وبيض وجهی يوم تبيض وجوه اوليائك ولا تسود وجهی يوم تسود وجوه اعدائك اور داہنا ہاتھ دھونیکے وقت یہ کہے۔ اللهم صل على محمد وعلى ال محمد واتنی كتابی بيمينی وحاسبنی حسابا يسيرا۔ اور بایاں ہاتھ دھونیکے وقت یہ کہے اللهم انی اعوذ بك ان تؤتينی كتابی بشمالی او من وراء ظهری اور سر پر مسح کرنے کے وقت یہ کہے اللهم صل على محمد وعلى ال محمد وغشنی رحمتك وانزل علی من بركاتك واظلنی تحت ظل عرشك يوم لا ظل الا ظل عرشك اور دونوں کانوں کے مسح کے وقت یہ کہے اللهم صل على محمد وعلى ال محمد واجعلنی ممن يستمع القول فيتبع احسنه اللهم اسمعنی منادی الجنة مع الابرار۔

(باقی آئندہ)

٨

جناب رسول اللہ صلعم نے ہمیشہ ہدایا قبول کئے اور حق تعالٰی کی نعمتوں کو خوشی سے قبول کیا اور شکر ادا کیا
یہ کہاں کی بزرگی ہے جو احمدی بزرگی پر بھی فوقیت لیگئی بلکہ حقیقت میں یہ بزرگی ہی نہیں ہے بزرگی
ہے یعنی ناشی عن القوۃ البہیمیہ کیونکہ جو بات خدا و رسول کے خلاف ہو وہ نفس بہیمیہ سے پیدا ہوتی ہے
زادہ الجامع عفی عنہ۔

(۲۵) فرمایا کہ اکثر ظالموں کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

(۲۶) فرمایا کہ مجھے عربی تحریر و تقریر پر بے تکلف قدرت نہیں ہے لیکن حق تعالٰی کی رحمت ہے کہ
جب حاجت پیش آتی ہے تو حق تعالٰی مدد فرماتے ہیں لکھ بھی لیتا ہوں بول بھی لیتا ہوں مولوی
طیب صاحب عرب مرحوم مدرس اول مدرسہ عالیہ رامپور مجھے عربی میں خطوط لکھا کرتے تھے اور وہ
خود بڑے ادیب تھے میں ان کا جواب بے تکلف سادہ عربیت میں لکھا کرتا تھا انھوں نے میری
عربی دانی کی طلبہ کے سامنے مدح کی تھی اسی طرح کالج علی گڑھ کے ایک پروفیسر عربی زبان کی باوجود
اردو دانی کے مجھسے عربی میں متکلم ہوئے میں یہ سمجھا کہ یہ اُردو سے واقف نہیں ہیں اسلئے عربی میں
کلام کرتے ہیں اس وجہ سے میں نے اپنی عدم قدرت کا اظہار نہیں کیا ورنہ صاف کہدیتا کہ میں
قادر نہیں ہوں غرض ضرورت سمجھکر جواب دیا عربی ہی میں پھر وہ اردو بولنے لگے سو یہ کارروائی
ان کی بالقصد تھی پھر انھوں نے بھی میری عربیت کو پسند فرمایا اور سورت میں جب میرا وعظ ہوا
تو شیعہ کے ایرانی مجتہد نے بھی عربی میں مجھسے مخاطبت کی تھی اس کے بعد فارسی میں میں نے
عربی کا جواب عربی میں فارسی کا جواب فارسی میں دیا۔ فارسی میں تکلم مجھکو بہ نسبت عربی کے
بہت سہل ہے ف سبحان اللہ کیا حق پرستی ہے ولمثل ھذا فلیعمل العاملون ولینظروا الی فضل اللہ
عزوجل کیف ینصر ارکان الاسلام ومقدام الایمان لایذلھم لئلا یحتقر الدین القویم
زادہ الجامع عفی عنہ۔

(۲۷) فرمایا کہ جب صحبت و فہم نہو تو بیعت مضر ہوتی ہے کس لئے کہ مربی کے حقوق ادا کرنے
میں تقصیر ہوتی ہے اور ان کو ایذا پہونچانا ظاہر ہے کیسا ہے پس ایسی بیعت سے تو بغیر بیعت
ہی رہنا خوب ہے۔

(۲۸) فرمایا کہ لوگوں میں اپنے کلام کی لغو تاویلیں کرنے کی عادت بہت شائع ہوگئی ہے

۹۱

اُن سے اپنی کوتاہی کا اقرار ہی نہیں ہو سکتا یہ نفس کا بڑا کید اور کبر کا کیہ حصہ ہے۔

(۲۹) فرمایا کہ جب حسن ظن پیر کے ساتھ نہو اور اُس کے افعال محتمل التاویل میں معترض ہوتا ہو تو اُس سے بیعت ہی کیوں ہو۔

(۳۰) فرمایا کہ لوگ لکھتے ہیں مجھے اپنا غلام بنالو اپنے سایہ میں لے لو خادم بنالو اور مقصود ان الفاظ سے اکثر تو بیعت ہوتی ہے مگر ہمیشہ یہ مراد نہیں ہوتی اسلئے یہ الفاظ ان سے بیعت مراد لینے کے لئے ناکافی ہیں اسلئے ان کا استعمال اس معنی میں سخت اجمال ہے جو واجب الاجتناب ہے جب تک مخاطب کو متکلم کی مراد نہ معلوم ہوگی اسوقت تک کیسے جواب دیگا بلکہ وہ تو سخت کلفت اور پریشانی میں مبتلا ہو جاویگا کہ اس کی کیا مراد ہے پھر فرمایا کہ فہم کا تو قحط ہی ہو گیا ہے۔

(۳۱) فرمایا کہ بعض لوگوں نے جو کہ اہل علم ہیں مگر صحبت یافتہ مشائخ محققین کے نہیں یہ سمجھ رکھا ہے کہ اتباع سنت بس یہی ہے کہ منیۃ المصلی اور قدوری کے مسائل پر عمل کر لیا اور تیجہ وغیرہ سے اجتناب کر لیا تمام بدعات سے دور ہو گئے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے طریقت اور تصوف خود جزو شریعت ہے اور اخلاقی بدعات جن میں سراسر مخالفت سنت کی ہے نہایت غامض بدعات ہیں جن کا نہایت دشواری سے پتہ چلتا ہے افسوس زمانہ نے کیا انقلاب لیا ہے۔ کہ ان بدعات کو بدعات ہی نہیں سمجھتے۔

(۳۲) فرمایا توحید اور سنت گویا دنیا سے اٹھ گئی صرف چکنی چپڑی باتیں رہگئی ہیں لوگ تجارت وغیرہ میں مجھ سے مشورہ چاہتے ہیں باوجود اسکے کہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ میں اس کا اہل نہیں کہ یہ امور تجربہ پر موقوف ہیں مگر مقصود یہ ہوتا ہے کہ جس کام میں یہ رائے سے شریک ہوں گے وہ ضرور درست رہے گا کیا یہ اس بنا پر اعتقاد ضرورت شرک اور خلاف سنت نہیں ہے۔ حق تعالےٰ رہنمائی فرماویں۔

(۳۳) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ۔ فرمایا کہ ایک عرصہ تک مجھے تردد رہا کہ فقہا نے جمعہ کے باب میں قصبہ کو مصر کے حکم میں کس طرح قرار دیا حالانکہ حدیث میں صرف مصر کا لفظ ہے اور جب تک کسی اصطلاح شرعی کی مستقل دلیل نہو نصوص کے الفاظ کو لغت ہی پر محمول کیا جاویگا اور مصر کے معنی لغت میں ہیں شہر اور قصبہ شہر ہے نہیں پھر لفظ مصر قصبہ کو کیسے شامل ہو گیا سو یہ تردد

92

ایک حکایت سنکر رفع ہوا وہ حکایت حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے کہ ایک بار ایام طالب علمی میں گنگوہ کو تشریف لاتے ہوئے جب قصبہ تیتروں کی برابر پہونچے تو کسی عامی سے پوچھا کہ یہ گاؤں کون ہے وہ گنوار بولا ارے تو کون ہے شہر کو گاؤں کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ لغت میں شہر غیر گاؤں کو کہتے ہیں اور لغت میں قصبہ کا کوئی جدا نام نہیں اس میں دو ہی لفظ مستعمل ہیں ایک قریہ جو گاؤں اور شہر دونوں معنی میں مستعمل ہے اور ایک مصر جو شہر کے معنی میں مستعمل ہے اور قصبہ کا لفظ صرف بعض لکھے پڑھے لوگوں کے محاورہ میں استعمال کیا جاتا ہے اور کسی لغوی کے کلام میں اس معنی میں مستعمل ہونا نظر سے نہیں گذرا اور گو یہ لفظ عربی ہے لیکن معنی معروف اس کے طرور مخترع ہیں اور عربی محاورات میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں لئے جاتے اور مناسبت اس لفظ میں اور اس کے مشہور معنی میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ قَصَبَہ لغت میں نَے کو کہتے ہیں اور بعض جگہ دیوار حصار آبادی کی بانسوں کی ہوتی ہے جیسا کہ ریاست رامپور میں ہے غرض قصبہ گو محاورہ متحدثہ میں مصر کا قسیم ہو مگر لغت میں مصر کی قسم ہے اور حدیث میں لغت ہی پر ہے نہ کہ محاورہ متحدثہ پر پس بحمد اللہ تعالیٰ کہ یہ تردد اس طرح رفع ہو گیا کہ مصر جو حدیث میں واقع ہوا ہے وہ عام محاورہ پر مبنی ہے یعنی عوام الناس جسکو مصر کہیں سو واقعات سے معلوم ہوا ہے کہ عوام قصبے کو بھی شہر کہتے ہیں اور یہ لوگ بھی لغت کا اتباع کرتے ہیں یا گاؤں یا شہر بولتے ہیں قصبہ کا استعمال ان کے یہاں نادر ہے جو کالمعدوم ہے پھر مجھے ایک روایت پہونچی کہ حضرت مولانا صاحب گنگوہی قدس سرہ کو بھی یہ تردد تھا مگر جب حضرت ایک قصبہ میں پہونچے جہاں لوگ آپکو پہچانتے نہ تھے وہاں آپنے دریافت کیا کہ یہ کونسا گاؤں ہے جواب ملا کہ تجھے سوجھتا نہیں یہ تو شہر ہے اسوقت حضرت کو بھی شفاء قلب ہو گئی کہ عوام قصبہ کو بھی مصر کہتے ہیں۔

(۴۴) فرمایا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بار کچھ عمدہ ٹوپیاں ہدیہ میں آئیں تو آپ دوسرے بچوں کو دینے لگے آپ کے صاحبزادے صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ سے حضرت کی خدمت میں عرض کرایا کہ ان میں سے ایک ٹوپی مجھے عنایت ہو حضرت بڑے خفا ہوئے اور کہا کہ تمہارے ایسے دماغ ہو گئے کہ تم ایسی کلاہ استعمال کروگے پھر فرمایا کہ اپنی گٹھری لاؤ دیکھیں تمہارے کپڑے کیسے ہیں گٹھری جامدانی کی تھی اور اس کے اندر کپڑے بھی کسی قدر تکلف کے تھے

حضرت اُن کو دیکھکر بہت نفرت کی ساتھ سبکو پھینکتے جاتے تھے اور زجر فرماتے تھے حضرت مولانا بہت بڑے زاہد تھے ۔

ف ۔ واقعی بزرگوں کے اہل وعیال کی شان بھی ظاہراً و باطناً بزرگوں کے موافق ہونی چاہئے اور باطناً نہو تو ظاہراً تو ضرور ہی ہو تاکہ دیکھنے والوں کو عیب چینی کا موقع نہ ملے اور وہ غیبت کے گناہ میں گرفتار نہوں بلکہ اُن کی سادگی اور قلت سامان دنیاوی دیکھکر خود بھی متوجہ الی اللہ تعالیٰ ہو جاویں اور دنیا کو طلاق دیدیں یا کم سے کم غلبہ محبت دنیاوی کو تو چھوڑ ہی دیں جیسے بزرگوں کے دیدار اور افعال سے لوگوں کو آخرت کی رغبت ہوتی ہے اسی طرح اُن کے اہل وعیال کی حالت دیکھکر دنیا سے بے رغبتی ہونی چاہئے اور یہ بات لکھکر چھپا نہیں چھوٹ سکتا کہ یہ امر مباح ہے کیونکہ بہت سے عوام بحمد اللہ تعالیٰ مناہی سے بچتے ہیں مگر انہماک فی المباحات کی وجہ سے خاص تعلق الی اللہ تعالیٰ اُن میں نہیں پیدا ہوتا اور پھر کبھی یہ انہماک فی المباحات منجر الی المناہی بھی ہو جاتا ہے پس ایسے لوگوں سے دوسروں کو کیا دینی نفع پہونچیگا دوسروں کی نفع رسانی اور مقتدائیت کیلئے تو حضرات انبیاء علیہم السلام کے کمال اتباع ہی کی ضرورت ہے دیکھو ان حضرات نے اپنے اہل وعیال کو کس حالت میں رکھا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت موجود ہیں اور مستقبلین کا زہد مشہور ہے پھر اس زہد نے کس قدر لوگوں کو دینی نفع پہونچایا بخاری میں حضرت فاطمہ رضؓ کے دولت خانہ سے حضور کا واپس ہونا محض اس وجہ سے کہ دروازے پر ایک دھاریوں دار پردہ پڑا تھا صاف مذکور ہے یہ کپڑا کچھ بڑا قیمتی نہ تھا لیکن چونکہ بلا ضرورت تھا اسلئے ناپسند فرمایا گیا صاف جمع کیا یہ مباح نہ تھا اور مباح بھی ایسا جسمیں انہماک بھی نہ تھا اور صاحبزادی کس درجہ کی محبوب تھیں پھر ان تمام امور کے ہوتے ہوئے فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا برتاؤ کیا نسائی میں بسند صحیح بہ مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے اہل بیت اگر جنت کا زیور درکار ہے تو دنیا میں زیور سے بے رغبتی کرو اور اس سے باز رہو (انتہی بحاصلہ) ترمذی میں حضرت فاطمہ رضؓ کے چکی پیسنے سے ہاتھوں میں گٹے پڑ جانا اور اس وجہ سے حضور فخر عالمؐ سے خادم طلب کرنا اور پھر حضور کا بجائے خادم کے تسبیحات اور ذکر اللہ کی تعلیم کرنا مروی ہے کیا ایسی حالت میں خدمت لینا ناجائز یا مکروہ تھا ہرگز نہیں بالکل مباح تھا لیکن اولیٰ یہی تھا جو کیا گیا میاں بزرگ ہوں مگر

۹۴

بچے نفیس و تکلف کے کپڑے پہنے ہوں بی بی کے پاس سیکڑوں روپیہ کا زیور ہو تو ان عورتوں اور بچوں کو دیکھنے والوں کے دل سے حب دنیا جاویگی یا کہ خوب قرار پکڑے گی کہ جب تارکین دنیا کا یہ حال ہے تو ہم تو دنیا دار ہیں ہی ہم بطریق اولیٰ اس پیاری دنیا سے جسکی محبت اہل و عیال بزرگان دین بھی نہیں چھوڑ سکے متمتع ہونے کے اہل ہیں العیاذ باللہ اور یہ بھی عذر قابل پذیرائی نہیں کہ ہمیں کسی کا معتقد بنانا مقصود نہیں جس کا دل چاہے مستفید ہو جس کا دل چاہے منکر اور محروم رہے اسلیئے کہ اول تو یہ دعویٰ غلط ہے کس لئے کہ انسان اپنے کو جس قوم کی طرف منسوب کرتا ہے تو بزبان حال وہ اس امر کا مدعی ہے کہ میرے خصائل فلاں قوم کے سے ہیں اگر واقع میں اسکے خلاف ہو گا تو بلا شبہ یہ نفاق اور دھوکا ہے دوسرے جب حق تعالیٰ نے ایک خدمت دینی سپرد کی اور اس کے لوازم ادا کرنے پر تھوڑی سی کلفت کے ساتھ قدرت دی تو اس نعمت عظمیٰ کی قدر نکرنا اور اس کے حقوق کی مبالاۃ نکرنا سخت کفران نعمت ہے جو موجب مقت خداوندی ہے تیسرے اگر اس خدمت کا بار نہیں اٹھ سکتا تو یہ مقتدا کیس ایسے جنگل میں سکوت اختیار کرے جہاں لوگوں کا گذر ہو تا کہ فتنۃ للناس سے اجتناب کر سکے و اذ لیس فلیس حق تعالیٰ توفیق عطا فرمادیں احقر نے یہاں پر مضمون کو بنظر خیر خواہی اہل اسلام اپنے خلاف عادت طوالت دی ہے امید ہے کہ اسپر عمل کرنے کی سعی بھی کیجاویگی (زادہ الجامع)

(۳۵) فرمایا کہ گنگوہ میں خانقاہ کی مسجد کو لوگوں نے تیار کرنا چاہا حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے لوگوں سے صاف کہدیا کہ بھائی میرے بھروسے کوئی کام نکرنا کہ میں چندہ وصول کرانے میں سعی کرونگا میں ہرگز ایسا نکرونگا۔ جامع مسجد گنگوہ کی تیاری کے وقت نواب محمود علی خاں صاحب مرحوم رئیس چھتاری نے حضرت کو لکھا کہ میں کافی امداد کرونگا آپ تخمینہ کرا کر بھیجدیجئے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس کوئی انجنیر تخمینہ کنندہ نہیں ہے اور نہ مجھے اس کی حاجت ہی اگر تمکو ضرورت ہے تو خود اپنے آدمی سے تخمینہ کراؤ اور خود ہی تعمیر کا انتظام کراؤ مجھے اس بات میں کچھ تعلق نہیں **ف** اہل دین کو اہل دنیا سے ایسا ہی مستغنی رہنا چاہیے مسجد پختہ نہیں خام ہی کافی ہے مدرسہ بڑا نہو چھوٹا ہی سا کر لو مگر اہل دنیا کی نظر میں ذلیل مت ہو اور یہ کام تو حق تعالیٰ کے کام ہیں وہ خاص مدد فرمادیں گے فتوکلوا علیہ (زادہ الجامع عفی عنہ)

۹۵

(۳۶) میں نے عرض کیا کہ حضور نے بعض مواعظ میں اپنے ذوق و شوق کا انحطاط نقل فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ شباب میں زیادہ تھا یہ انحطاط کس عمر سے آغاز ہوا اور علمی خدمت میں کافی محنت کا تحمل کس عمر سے حضور سے نہیں ہو سکتا فرمایا کہ ذوق و شوق مبدل بہ انس ہو گیا ہے اسکو عام فہم عبارت میں میں نے نہیں لکھا اور علمی خدمت کا شوق کم ہونا بوجہ عدم تحمل تو ابتک نہیں ہے مگر ۱۳۱۵ھ سے ذکر کی طرف طبیعت کا میلان بہت زیادہ ہے گو ہنوز توفیق نہیں ہوئی اور توفیق کی دعا چاہتا ہوں۔

(۳۷) فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ریل اور اسی طرح بہلی یکہ وغیرہ دابہ کے حکم میں نہیں ہیں بلکہ تخت کے حکم میں ہیں کس لئے کہ یہ اشیاء محمول علی الدابہ نہیں ہیں بلکہ محمول علی الارض اور مجرور بالدابہ ہیں پھر فرمایا کہ اس تقدیر پر ان سواریوں کے اندر نماز پڑھنا بہر حال جائز ہو گا خواہ عذر ہو یا نہو ٹھہری ہوں یا چل رہی ہوں اور ریل اول تو مطلقاً مجرور بالدابہ کے حکم میں بھی نہیں کیونکہ وہاں دابہ ہی نہیں اور اگر مشابہت تسلیم بھی کیجاوے تو چلنے کی حالت میں یہ مشابہت ہو گی پس اسکا بھی یہی حکم ہے کہ علی الاطلاق اس کے اندر نماز جائز ہے اور بہشتی زیور میں جو چلتی بہلی یا چلتے یکہ پر گو ٹھہر بھی جاوے مگر جوا بیلوں اور گھوڑے کے کندھے سے نہ اترا ہو بلا عذر نماز پڑھنے کو منع لکھا ہے وہ بھی ایک قول ہے مولوی شاہ سید احمد علی صاحب مرحوم مصنف بہشتی زیور نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳۸) احقر نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص جانور شتر وغیرہ کرایہ کرے اور اسپر ایک یا چند خطوط بھی رکھ لے اور مکاری کو اطلاع نکرے اور یہ بھی معلوم ہو کہ اسکو ان خطوں کا رکھنا ناگوار ہو گا تو اسمیں شرعاً کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ بار معتد بہ نہیں ہے پھر پکیٹ کے ساتھ اگر کوئی خط رکھدیا جاوے جو خلاف قانون ڈاک انگریزی ہے تو اس کے عدم جواز کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ ان دونوں صورتوں میں یہ فرق ہے کہ پہلی صورت میں مکاری کا کوئی ضرر نہیں اسلئے وہاں اس کی عدم رضا کا اعتبار نہیں کیا گیا اور دوسری صورت میں مکاری کا ضرر ہے اس طرح کہ اگر وہ خط پکٹ میں نہ رکھا جاتا تو کارڈ یا لفافہ میں بھیجا جاتا جس کے ذریعہ سے سرکار کو آمدنی ہوتی اور [illegible] شخص [illegible] اس کارروائی سے یہ آمدنی تلف ہوئی اس لئے عدم رضا یہاں معتبر ہوگی

کہ بعض میں بمشن اُس کا تدارک نہ کرسکیگا اگر اسمیں سب کا شریعت پر اتفاق ہوتا تو یہ دقتیں واقع نہ ہوتیں دعلیٰ ہذا نیز اگر دیانات کو بھی عام لیا جاوے جب بھی سب کے متفق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جس کیفیت سے وہ عمل وارد ہے سو اعتکاف خود سنت کفایہ کے طور پر وارد ہوا ہے اُسپر سب کے عمل کرنے کے معنی یہی ہیں کہ سب متفق ہوکر دو چار کو بٹھلادیں ورنہ میری اس تحقیق ہی پر کیا موقوف ہے آپکا ظاہری اعتراض تو خود شریعت تک پہونچتا ہے کہ ایسے احکام بھی مشروع کئے جس سے سب مستفید نہیں ہوسکتے سب مستفید ہوں تو کسی کو کھانے کو نہ ملے غور کرکے سوال کرنا چاہئے۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری۔

سوال۔ ۱۲ اربجے شب یہ دیکھا کہ کچھ مجمع حضرات دیوبند کا ہے جسمیں غالباً ...... صاحب یا ...... صاحب بھی موجود ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از اسلام وہاں تشریف رکھتے ہیں اور ایک طویل لکڑی ہاتھ میں ہے اسلام پر گفتگو ہورہی ہے اور وہ اُس لکڑی کو بار بار زمین پر مارتے ہیں باقی صحابہ بھی موجود ہیں مگر اُن کی صورت ذہن میں نہیں آئی بیدار ہونے پر معلوم ہوا کہ ۱۲ بجے ہیں مکر ر سو گیا اسی کے قریب قریب پھر دیکھا مگر کچھ یاد نہیں رہا اُس حالت میں گریہ بھی تھا بیداری پر آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

اس سوال میں یہ تنقیح کی گئی

کیا یہ مطلب ہے کہ حضرت کو اُس زمانہ کی حالت میں دیکھا جب وہ اسلام سے مشرف نہ ہوئے تھے

جواب تنقیح

جی حضور

جواب اصل سوال

بہت سوچنے کے بعد جو تعبیر خیال میں آئی وہ یہ ہے کہ اسلام کی خدمت دو حیثیت سے کیجاتی ہے ایک طبعی طور پر ایک شرعی طور پر اور اس زمانہ میں پہلی صورت غالب ہو کر جوش طبیعت اسکا

داعی ہوتا ہے بعض اوقات حدود شرعیہ کا خیال بھی نہیں رہتا ایسا شخص مشابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اُس حال کے ہے جب تک وہ اسلام نہ لائے تھے کہ اُس وقت بھی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے تھے مگر محض محبت طبعیہ سے نہ کہ حمیت شرعیہ سے بس خواب میں ایسے خادموں کی حقیقت بتلائی گئی اس خواب میں جزو مہتم بالشان یہی تھا باقی ظاہر ہے والسلام

۲۰ر شوال ۱۳۳۵ھ -

سوال - اب وجہ اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھکو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اسلئے کہ ہمارے نانا صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولنٰا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ ہمارے نانا یا اور کوئی اپنے دادا وغیرہ علماء کے اعتقادات گو خراب ہی ہوں اُن کو بلا وجہ ترجیح دی جائے اصل غرض یہ ہے کہ حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودیانوی اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو تو اسمیں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں (۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے بہشتی زیور تو حرز جان ہے اور شرح مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں (۳) ایک دفعہ رامپور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے اُن کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے اُن سے اور بھی محبت ہو گئی اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے اُن کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو اُن مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالے مجھکو دیکھنے کے واسطے دئے الحمد للہ جو لطف اُن سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھدیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال جناب مخدومنا ومولانا عم فیوضہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جدامجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی ..... صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اسمیں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

صاحب فضل اور دین کے پیشواؤں کو تو ہر وقت کی ضرورت کو ملحوظ خاطر فرما کر دین متین کی اصلاح اور اس کی حفاظت میں پوری توجہ سے کوشش فرمانا فرض ہے خصوصاً ایسے نازک وقت میں جبکہ اندرونی و بیرونی ہر طرح کے حملے زوروں پر ہو رہے ہیں یہی وقت ہے علماء ورثۃ الانبیاء بنی اسرائیل کا نظارہ دکھانے کا ہمارے اندرونی دشمن جو اسلامی پیرایہ میں در پردہ اسلام کی بیخکنی کرنے میں پوری کوشش اور سرگرمی سے مصروف ہیں زیادہ خطرناک ہیں بہ نسبت بیرونی دشمنوں کے پھر جب تک ان کا متفقہ قوت سے مقابلہ نکیا جاوے اُسوقت تک انکا دفعیہ غیر ممکن ہے ایک دو آدمی کی توجہ اور کوشش سے کام نہیں چل سکتا چونکہ آنجناب کو اس طرف پوری توجہ نہیں ہے اسلیئے ان کی پوری حالت نہیں معلوم کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور غالباً مرزا کی کتابیں بھی ملاحظہ سے نہیں گذری ہیں ورنہ جناب کو معلوم ہوتا کہ اُس نے در پردہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور مذہب اسلام کو بالکل اُڑا دینا چاہا ہے یعنی محمدیت کو اور اپنا مذہب یعنی بقول اُنکے احمدیت مرزائیت کو پھیلانا چاہا ہے اور یہی کوشش اُن کی جماعت کی بھی ہے اس میں جان توڑ کوشش کر رہے ہیں اُن کی طرف سے سینکڑوں مبلغیں مرد و عورت صرف بہکانے پر مقرر ہیں اور تنخواہ پاتے ہیں تمام لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں صرف ہندوستان ہی میں نہیں افریقہ وغیرہ بلکہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا ہر شخص اپنے مذہب کے پھیلانے میں سرگرم ہے ادنی سے لیکر اعلیٰ سب اپنی حیثیت کے موافق چندہ دیتے ہیں جو لوگ امیر ہیں وہ سینکڑوں روپے ماہوار قادیان بھیجتے ہیں حیدر آباد دکن میں ایک تاجر ...... ہے وہ قادیانی ہو گیا ہے بہت صرف کرتا ہے اسی طرح اور بھی ہیں حیدر آباد میں اور سہارنپور کی طرف کوئی جگہ ساڈھورا ہے وہاں کے بعض مشائخ در پردہ قادیانی ہیں اُنکے ماننے والے بہت ہیں اسی طرح ہر طرف یہ گمراہی پھیل رہی ہے اب فرمائیے کہ ہماری طرف سے اُس کے مقابلہ میں کون کھڑا ہوا جو پوری کوشش و توجہ سے اُن کا مقابلہ کرتا اگر اس طرف سے بھی پوری کوشش ہوتی تو آج گمراہی کی یہ حالت نہوتی فلاں مولوی صاحب اور فلاں مولوی صاحب نے کچھ مقابلہ کیا وہ اپنی ذاتی غرض سے وہ بھی جب تک مولوی ..... صاحب کا رسالہ اشاعت السنہ نکلتا رہا اس وقت تک وہ کچھ اُسمیں لکھتے رہے وہ بھی تقریباً اُنہیں کی جماعت میں محدود رہا اسپر بھی اس قدر قیمت رکھی گئی تھی کہ اُس کو کوئی

۴۷

شائق بھی نہیں لے سکتا تھا یا مولوی ...... صاحب نے اپنے اخبار میں کچھ مضمون لکھدیا یا
بعض رسالے لکھدیئے تو آپ ہی فرمایئے کہ اس سے کہاں تک لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر انکے
مقابلہ میں جن کی کوشش کا یہ حال ہو کہ ساٹھ ہزار خطوط واخبار ورسالے ماہواری مرزا کے وقت
میں تمام میں شائع ہوتے تھے اور اب بھی بہت شائع ہوتے ہیں اور اب ایک نیا طریقہ یہ نکالاہے
کہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ تحریف کر کے شائع کر رہے ہیں اب آپ ہی فرمایئے کہ ادھر
کس عالم کو توجہ ہے جو اس فتنہ کی طرف متوجہ ہو بجز ہمارے جد امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کے مگر
اب کچھ ایسی حالت رہتی ہے اور ضعف و نسیان نہایت درجہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اب بہت
مجبور ہو گئے ہیں اور کوئی معین مددگار بھی نہیں ہے جو کسی قسم کی مدد کر سکے اسوقت جناب کا اور
حضرات علماء دیوبند کا بہت اثر ہے اگر آپ حضرات کی خاص توجہ اس طرف ہوتی تو لوگوں پر
زیادہ اثر ہوتا اور لوگوں کو یہ خیال ہوتا کہ واقعی یہ فتنہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے اب تو لوگ
یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کے جھگڑے ہیں اسوجہ سے ہمارے رسالوں کو کوئی دیکھتا بھی
نہیں آپ نے تو یہ فرما کر ٹال دیا کہ رسالہ الامداد سے مجھے کوئی تعلق نہیں علماء دیوبند نے اپنے رسالوں
میں اس قسم کا مضمون لکھنے سے انکار کیا حالانکہ اسمیں بھی آپ ہی کی سرپرستی لکھی ہے اور
الامداد آپ کے معتقدین کا ضروری ہے پھر یہ ناممکن ہے کہ آپ ان حضرات سے فرمائیں اور وہ
انکار کریں مگر ہاں توجہ خاص کے بغیر کام چلنا ناممکن ہے جب آپ ہی جیسے حضرات اس سے
پہلو تہی فرمائیں گے تو پھر اسلام کا خدا ہی حافظ ہے جناب جد امجد قبلہ عالم کا کام تو آپ حضرات
کے گوش گذار کر دینا ہے اب جناب کو اختیار ہے اس فرض کو ادا کیجئے یا نہیں جناب قبلہ عالم
کا کرامت نامہ بھی ملفوف ہذا ہے ختم نبوت کے بارے میں ادھر سے کافی بحث لکھی جا چکی ہے مگر
ابھی ادھر سے ایک کتاب حقیقت ختم نبوت لکھی گئی جس کے دو حصے ہیں مگر قادیانی ہمکو نہیں دیتے
جو رسائل جناب کے ملاحظہ کے لئے بھیجے گئے ہیں اگر ان میں کوئی بات آپ کے خیال میں پسندیدہ
نہ ہو تو اس سے ضرور عزت افزائی فرماویں اور یہ بھی تحریر فرمایئے کہ ان میں کونسا رسالہ زیادہ مفید
ہے اس ناچیز کو کانپور میں کئی مرتبہ ملازمت حاصل ہوئی ہے اور چند بار مواعظ سننے کا موقع
حاصل ہوا ہے مولوی ...... صاحب مرحوم کے ایک صاحبزادے ہیں ...... نام ہے مجھے امید

۷۵

قوی ہے کہ اس کے جواب باصواب سے عزت افزائی فرمائیں گے والسلام۔

جواب۔ جامع الفضائل العلمیہ والعملیہ مولوی ...... صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ۔ صحیفہ محبت نے ممنون فرمایا آپ کا پورا پتہ معلوم کر کے مسرور ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو
ظاہری و باطنی برکات عطا فرماوے آپ کے صحیفہ کے دو جزو ہیں ایک متعلق امراء کے اُس میں
تو ہم غرباء کا کچھ دخل ہی نہیں دوسرا متعلق طلباء کے وہ بیشک ہم لوگوں کے کرنے کا کام ہے
اور فرض ہے مگر علی الکفایہ۔ لیکن اسی کی مثل اور بھی بہت کام فرض علی الکفایہ ہیں ظاہر ہے کہ
ہر شخص ہر کام پورے طور سے نہیں کر سکتا بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ اہتماماً یا اتفاقاً کوئی
کام کوئی کرے کوئی کام کوئی کرے جب ایک یا دو شخص سے ایک کام میں کفایت ہو جاوے دوسرے
سبکدوش ہو جاویں گے ظاہر ردِ قادیانی میں رسائل کافی ہو چکے ہیں اسلیئے دوسروں کا ذہن
اب مشغول نہیں ہے لیکن آپکو اس باب میں وسعت نظر زیادہ ہے اگر اب بھی کوئی خدمت ضروری
رہگئی ہو تو اُسکو معین و مشخص کر کے فرمائیں کیونکہ مبہم مضامین سے کشف حال نہیں ہوتا اگر وہ
خدمت مقدور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اسکو اپنے ذمہ سمجھکر انجام دیا جاویگا باقی رہا طبع کے مالکوں کا
معتقدین میں سے ہونا اور اسلیئے میرے اذن کا لازم یا مستحسن ہونا یہ ایک نہایت ظاہری حکم ہے
تعمق کے بعد میرے اس دخل نہ دینے کو انشاء اللہ تعالیٰ ترجیح دیجاوے گی۔ مصالح اس قدر کثیر
ہیں کہ تحریر میں گنجایش نہیں ہیں رسائل مرسلہ کے مطالعہ کی فکر میں ہوں وقت نہیں ملا لیکن جسطرح
بن پڑیگا دیکھوں گا اور دیکھکر جو رائے ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ اطلاع دوں گا اسمیں جتنی دیر ہو گی اُسکا
سبب تاخیر مطالعہ ہو گا باقی آپ کی دلسوزی و مشورہ خیر بریدل سے آپ کے لئے دعائے برکت
کرتا ہوں والسلام مکرر آنکہ ان رسالوں کے علاوہ اور رسائل ردِ قادیانی کے جو آپ کو معلوم ہوں
اُن کا نام و نشان فرمائیے تاکہ منگاؤں یا موجود ہوں تو عاریۃً دیدیجئے ان سب کے مطالعہ میں شاید
کوئی خدمت میرے ذہن میں بھی آجاوے۔ ۲۶ شوال ۱۳۳۵ھ

سوال۔ جبکہ اہل اسلام تصویر کو رکھنا گناہ شمار کرتے ہیں اور صعوبت خیال کرتے ہیں تو سکہ
شاہی جسمیں بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے کیوں رکھتے ہیں جواب عقلی سے سرفراز فرمائیگا نقلی سے میں
بھی واقف ہوں ایک شخص نے سوال کیا تھا میں جواب نہ دیسکا۔

(باقی آئندہ)

قرآن مجید مع تفسیر بیان القرآن

کی مدت رعایت میں توسیع

ناظرین کو یاد ہوگا کہ الامداد ماہ ذی الحجہ میں ایک اشتہار بطور ضمیمہ اس قرآن شریف کا شائع ہوچکا ہے جس پر حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دام ظلہم کی تفسیر بیان القرآن چڑھائی گئی ہے اور اس اشتہار میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ اگر کوئی صاحب زر پیشگی اخیر ذی حجہ ۳۵ھ تک ارسال فرماوینگے تو انکو قیمت میں رعایت دیجاویگی اور ایسے حضرات کی تعداد چارسو مقرر کی تھی سو بحمد اللہ اس مدت میں اس تعداد سے زیادہ فرمائشیں مع زر پیشگی کے آگئیں اور قرآن شریف کا کام شروع کردیا گیا اور ایک پارہ چھپکر تیار ہوگیا اب بعد انقضائے مدت رعایت مطبع میں شائقین کے بہت زیادہ خطوط اس مضمون کے موصول ہوے کہ ہم کو اس مدت رعایت میں اطلاع ہی نہ مل سکی اور اس وجہ سے ہم اس رعایت سے محروم رہے لہذا اس مدت رعایت میں کچھ توسیع ضروری ہے اگرچہ ہمکو اس رعایت دینے میں مالی نفع نہ ہو مگر دینی نفع ضرور ہے کہ شائقین کی خدمت میں تفسیر بیان القرآن پہنچ جاوے گی لہذا شائقین کو بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ میعاد میں تو آخر صفر سنہ ۱۳۳۶ ہجری تک توسیع کیجاتی ہے اور تعداد خریداران بجائے (۴۰۰) کے (۸۰۰) کیجا تی ہے اب اس مدت میں شائقین اپنی درخواست بہت مطبع میں مع زر پیشگی کے بہت جلد ارسال فرماویں ورنہ اس کے بعد پھر اس رعایت کا موقعہ نہ ملے گا قرآن مجید کا کام شروع ہوگیا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ چند ماہ میں مکمل قرآن مجید شائقین کی خدمت میں پیش کیا جاسکے گا قیمت اصلی علاوہ محصول لعہ ۹ رعایتی علاوہ محصول ۶ ؎ والسلام +

المشتہر

رفیق احمد و شبیر علی مالکان مطبع امداد المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

الاحکام الوقتیہ

بابت صفر سنہ ۳۶ھ

رسالہ زوال السنہ

عن اعمال السنہ

مولفہ حضرت حکیم الامت

دامت برکاتہم بھی

شرح صدر المطفر

ملاحظہ ہو

(نائب مدیر)

اصول و مقاصدِ رسالہ ہذا اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہ ہوگا۔

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کریگا۔

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع ٹیچ کے اڑھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جائیگا۔ اس رسالہ میں کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہوگا اور قیمت سالانہ ایک ہے۔

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں سب حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی جائیگا اور ایک آنہ خرچ ویلو کا اضافہ کر کے ۹/ کا ویلو ہوگا۔

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جب تک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۸) جو صاحب دو تین ماہ یا اس کے بعد خریدار ہوں گے اُن کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی رجب ۱۳۳۵ ہجری سے بھیجے جاویں گے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے۔

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاویگی خواہ بذریعہ منی آڈر بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہیں گے تو بقایا قیمت واپس کردیجائیگی۔[له]

(۱۰) رسالہ ہذا کی ترتیب مضامین میں مولانا مولوی شبیر علی صاحب برادرزادہ مولانا مدظلہم العالی مدیر کو معاونت فرما کر مشکور فرماتے ہیں۔

(۱۱) الامداد کے متعلق جملہ تحریرات بنام مدیر ہونی چاہئیں۔

(۱۲) جواب کیلئے جوابی خط آنا چاہئے جو صاحب خریداران رسالہ ہیں براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھدیا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہ ہو۔

راقم

رفیق احمد مالک امداد المطابع و مدیر رسالہ الامداد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

[له] دلیل اس عقد کے جواز کی رد المختار مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۹ ہجری جلد رابع صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر ملاحظہ ہے ۱۲ منہ